رسالہ

اصلاح

نمبر ۲ | بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۶ھ | جلد ۱۱

مرتبہ علی حیدر

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

قیمت سالانہ

فی پرچہ

مظفری یتیم خانہ فنڈ - جس کس مپرسی عالم میں یہ غریب فنڈ پڑا ہوا ہے رسید حسب ذیل ہے اسکی حالت ظاہر ہے - جناب ماسٹر محمد شفیع صاحب گوالیار (۱۴۲) اہلیہ جناب سید عابد علی صاحب رئیس پان دریبہ بتقریب ولادت باصحت نور بصر سلامتی سید محمد عسکری سلمہ اللہ و ابقاہ عہ

میزان سابق سما ہے میزان کل للعہ

(نوٹ) اب مناسب ہے کہ یہ رقم کسی مصرف خیر میں صرف کی جاوے - مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ میں کچھ یتیم تعلیم پاتے ہیں اگر قوم کی اجازت ہو تو اوس مدرسہ کی کچھ امداد اس فنڈ سے کی جائے

اعانت حافظ علی حسین صاحب بکولیا ضلع بستی - جناب مرزا اعلی حسین صاحب دار الشفا حیدر آباد دکن مع چندہ اصلاح پرنٹنگ کمپنی -

قبول حق میں نے بدایوں کے متعلق لکھا تھا کہ وہاں چھ آدمیوں نے مذہب حق قبول کیا ہے جنمیں سے تین آدمیوں کا نام نامی حسب ذیل ہے (۱) سید دلبر علی صاحب عرف انیس دولہ محلہ سرائے میران بدایوں (انکی ایک ذاتی تحریر آئندہ نمبر میں شایع ہوگی) (۲) جناب عون علی صاحب مع زوجہ ساکن ایضاً - ان حضرات نے بعد تحقیق مذہب حق قبول کیا

انعام حافظ قران گذشتہ نمبر میں حافظ کفایت اللہ صاحب کا بعمر دوازدہ سالگی حافظ قران ہونا لکھا گیا تہا - اور قوم سے اپیل کی گئی تھی کہ عہ بطور انعام دینا چاہئے - الحمد للہ کہ مکرمی جناب احمد میاں قور صاحب سیٹھ جامع محل بمبئی نے میری یہ آرزو پوری کی اور اپنے جیب فتوت سے یہ رقم عنایت کی جو بہت جلد موصول ہوتی ہے انشاء اللہ

آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

چونکہ اجلاس مرکزی کمیٹی منعقدہ ماہ فروری میں آیندہ تاریخ جلسہ شیعہ کانفرنس ۲۱ - ۲۲ - ۲۳ - نومبر ۱۹۱۶ء مقرر کی ہے - مگر بوجہ شدت گرما و کثرت کار ہنوز دیو ٹیشن وغیرہ کی روانگی بیرونجات کی طرف نہو سکی - لہذا جن حضرات مومنین کو بطور ممبر یا وزیٹر کانفرنس میں شرکت منظور ہو - براہ مہربانی وہ براہ راست زر چندہ مع اپنے مفصل پتہ کے بنام راقم ارسال فرما کر شکر گذار فرمائیں - مثل سال گذشتہ فیس ممبری عہ فیس وزیٹری عہ

المشتہر سید علی غضنفر آنریری سیکرٹری آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ

نوٹ - مندرجہ بالا تاریخ پر بہت سے لوگوں کا اعتراض ہے جسکو ہم آیندہ نمبر میں لکھینگے مگر فیس ممبری اور وزیٹری میں کسیکو عذر نہیں جلد اسطرف توجہ کرنی چاہئے شیعہ کانفرنس کی شرم مومنین کے ہاتھ ہے

راقم ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۲ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۶ ہجری | جلد ۱۱

عرض ضروری

جن حضرات کے پاس یہ نمبر بذریعہ وی پی نہ پہونچے اونکی خدمت میں نمبر ۳ بذریعہ ویلیو جائیگا۔ لہذا اگر بعد وصول ہذا اپنا چندہ سالانہ بذریعہ منی آوڈر عنایت فرمائیں تو دفتر نہایت درجہ اونکا شکر گذار ہوگا۔ مگر نمبر خریداری اپنا کوپن میں ضرور لکھیں

رسید زر وصولی حصہ داران اصلاح پرنٹنگ کمپنی

لغایت ۳ ربیع الاول

بقیہ حصہ ہٰذا جناب فقیر محمد صاحب ٹھٹھو نصف — صہ

(۱۱) جناب سید محمد جعفر صاحب رئیس و پیم ڈپارٹمنٹ فتحگڈہ فرخ آباد ۱۲ ۲۶ نصف — صہ

(۱۲) جناب مرزا محمد باقر بیگ صاحب معرفت جناب مرزا علی حسن صاحب دار الشفا حیدرآباد دکن ۵ حصہ — ۵عہ

(۱۳) جناب مرزا محمد مظفر و مرزا محمد حمید صاحب بولایت جناب مرزا علی حسین صاحب ۲ دو حصہ — عہ

(۱۴) جناب حمید النسا بیگم صاحبہ بولایت مرزا دبیر حسین صاحب ۱ حصہ — صہ

(۱۵) جناب مرزا زائر حسین صاحب بولایت مرزا مقبول حسن صاحب ۱ حصہ — صہ

(۱۶) جناب سید محمد صاحب ای ای رئیس نوح نہر دیبازہ نیکے — صہ

(۱۷) جناب سید وارث علیشاہ کلارک سیالکوٹ ۲ حصہ — عہ

(۱۸) جناب مرزا مظفر علی صاحب گرداور قانونگو تحصیل جالون ۲۰۲۸ ۱ حصہ — عہ

(۱۹) جناب قاضی سید ہدایت حسین صاحب کلانوری ۱۲۹۹ ۱ حصہ — صہ

(۲۰) جناب احمد میاں فور صاحب جا بلی محلہ بمبئی ۲۰۵۴ — صہ

اصلاح پرنٹنگ کمپنی

کے قواعد وضوابط آپکے نظر سے گذر چکے۔ فوائد ومنافع اسکے آپکو بخوبی معلوم ہو چکے جس مستعدی وسرگرمی سے آپ حضرات مستعد ہیں قادر ہیں خدا ہی اسکی جزای خیر عنایت کرے کیونکہ ایک تو اس کمپنی سے تجارت کو وقت حقہ شیعہ میں رایج کرنا منظور ہے جس سے ہماری قوم ابتک غافل تھی۔ دوسرے ہم چشموں اور ہم ملکوں میں اعتبار پیدا کرنا مقصود ہے کہ ہم بھی زندہ قوموں میں ہیں جو اپنی قوم کیلیے سرمایہ جمع کرکے قومی سرمایہ سے کام کر رہے ہیں تیسرا ایسی تجارت کرنا چاہتے ہیں جس سے دین ودنیا دونوں کا فائدہ کیونکہ ترجمہ قران مجید صحیح صحیح شایع ہوگا جسکی بیحد ضرورت ہے پھر ترجمہ و **شرح نہج البلاغہ** جسکے اشتیاق میں ایک مدت گذر گیی۔ حالانکہ وہ کتاب ہے جسکے ترجمے لوتھر جیسی پیرس۔ جرمن مصر میں اگر رشایع ہو چکیں اور دوسری قومیں اسکو دستور العمل بنا رہی ہیں مگر ہم اسکی زیارت سے بھی محروم ہیں۔

لیکن یہ مستعدی قوم کی اور اسطرح کی ولدہی اوسیوقت بکار امد ہو سکتی ہے کہ کمپنی قایم ہو جسکا سرمایہ حصہ ہزار رکھا گیا ہے۔ اور دس ہزار سے اسوقت ابتدا منظور ہے کہ پانچہزار روپیہ فراہم ہونے پر باضابطہ رجسٹری کرائی جاے جسکے لیے ضرور ہے کہ قوم پوری مستعدی سے کام لے اور قوت مجتمعہ سے یکوقت سرمایہ فراہم کرے۔

کوئی کام ایسا نہیں ہے جسمیں نفع ضرر دونوں کا پہلو نہ نکلتا ہو۔ مگر خدا نے عقل اسواسطے دی ہے کہ ضرر سے بچیں اور راہ نفع کو اختیار کریں یہی اصول اس کمپنی کا بھی ہے کہ عقل سے دیانت سے تدبیر سے کام کرنا چاہتی ہے۔ اور بفضل خدا سے امیدوار ہے۔ اب اگر قوم نے قواعد وضوابط سے یہ نتیجہ نکالا کہ کمپنی قایم ہو گیی۔ کام ہو رہا ہے سال بھر کے بعد نفع کا استحقاق ہوگا تو خدا ہی حافظ ہے اس کمپنی کا جسکا سرمایہ یہی ہے جو آپ دیکھ چکے۔ اور اگر قوم کو **تاریخ نہم ربیع الاول** کا انتظار ہے تو الحمدللہ کہ وہ تاریخ سعید بھی آگیی ایک دفعہ ہمت مردانہ سے کام لیجیے۔ اڈیٹر۔ مانبور الوری

مسلم ہیرلڈ

جس انگریزی اخبار کا ہمنے وعدہ کیا تھا الحمدللہ کہ ماہ مارچ سنہ ۱۹۱۲ع سے مہینہ میں دو بار شایع ہو رہا ہے سالانہ چندہ ۲ ہے عزیزی سید حمید حسین صاحب سلمہ منیجر شیعہ کے منیجری سے بازار بندی کھجوہ ضلع سارن سے شایع ہوتا ہے۔ دو نمبر اسکے نکل چکے ہیں جسکا اثر یہ ہوا کہ جگا اور دیگر اقوام میں ہمارا خاص اثر پیدا ہو چلا

الآل والاصحاب

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۱ جلد ۱۱

جناب امام حسینؑ نے جس قوت ایمانی اور روحانیت حقہ سے محض اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اس بیعت یزیدی سے مخالفت کی ہے اگرچہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ مگر اس طرح کی شجاعت اور جرأت اور شخصیت سے کام لیا ہے کہ اس سے بڑھکر کوئی دلیل حقیقت اسلام نہیں ہو سکتی بلکہ اسلام تو نام ہے محض اطاعت خدا اور رسول کا۔ اسکو دنیاداری۔ مکاری۔ عیاری سے کیا واسطہ اسکا کام تو محض حقانیت و روحانیت پھیلانا ہے نہ درندگی و بہیمیت جو کا ربہایم ہے

یہ تو عام حکم اسلام ہے اور امام کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے افعال و اقوال سے تابع رسول اللہ کی شریعت کیا ہے وہ کس طریق سے حق کو رائج کرتا ہے کہ عقل و شرع میں منافات نہ ہو کوئی شخص یہ نہ کہہ سکے کہ ہم غافل رہے حجت ہم پر ناتمام رہی۔ اسیوجہ سے حضرت کے کل حرکات و سکنات اس مخالفت یزیدی میں ایسے رہے کہ حق سے ایک نقطہ برابر بھی علیحدگی نہو۔

طلبی امام حسینؑ برائے بیعت ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مخالفت یزید میں تین آدمی کا نام پہلے سے مشہور تھا جناب امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر اگرچہ عبداللہ بن جعفر اور عبداللہ بن عباس کی نسبت بھی حکم خاص تھا۔ مگر زیادہ تشدد دو ہی آدمی پر تھا کیونکہ عبداللہ بن عمر پہلے ہی بیعت کر چکے تھے اور لاکھ درہم ہضم کر چکے تھے تو اب رہ گئے جناب امام حسینؑ اور عبداللہ بن زبیر۔ ان دونو آدمیو لئے بیعت لینے کے بارے میں علامہ ابن اثیر جزری تاریخ کامل میں کہتے ہیں

ولم یکن لیزید همه الا بیعة النفر الذین ابوا علی معاویه بیعته فکتب الی الولید بخبره بموت معویه وکتابا اخر صغیرا فیه اما بعد فخذ حسینا وعبدالله بن عمر وابن الزبیر بالبیعة

اخذا لیس فیہ رخصۃ حتی یبایعوا والسلام طبری صفحہ ۵ جلد ۴
یعنی تمام ہمت یزید یہ تھی کہ اونلوگوں سے بیعت لے جنہوں نے بعہد معویہ انکار کیا تھا۔
پس لکھا ولید عامل مدینہ کو خبر موت معویہ اور دوسرا ایک چھوٹا رقعہ لکھا کہ اما بعد
پس پکڑو حسین کو اور عبداللہ بن عمر اور ابن زبیر کو بیعت۔ یہ مواخذہ ایسا ہو کہ
کسی قسم کی اسمیں رخصت نہیں ہے یہانتک کہ بیعت کریں۔
اس رقعہ میں ایک حکم ہے تینوں آدمیوں کے لئے اگرچہ ابن عمر خود مستثنی ہیں مگر ولید
نے جو آدمی بھیجا وہ بھی صرف جناب امام حسین اور ابن الزبیر کے پاس گیا تاریخ کامل
میں ہے فارسل الولید عبد اللہ بن عمرو بن عثمان وھو غلام حدث
الی الحسین وابن الزبیر فوجدھما فی المسجد وھما جالسان صفحہ ۷
یعنی ولید نے عبداللہ بن عمر بن عثمان (یعنی عثمان کے پوتے کو) بھیجا حالانکہ وہ ابھی
تازہ جوان لڑکا تھا جناب امام حسین اور ابن الزبیر کے طرف اوسنے پایا دونوں کو مسجد
میں بیٹھے ہوئے۔
خود ابن الزبیر نے جناب امام حسین سے پوچھا کہ آپ کہ سکتے ہیں اسوقت رات کو
کیوں ہملوگوں کو بلاتا ہے۔ حضرت نے فرمایا اظن ان طاغیتھم قد ھلک
فبعث الینا لیاخذ بالبیعۃ قبل ان یفشوا فی الناس الخبر
کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انکا طاغیہ ہلاک ہوا اور اسلئے بلایا ہے کہ قبل فاش ہونے
خبر کے ہملوگوں سے بیعت لے لے ابن الزبیر نے بھی اسکی تصدیق کی اور پوچھا کہ پھر آپ
کیا کیجیئگا فرمایا کہ میں جاونگا ابن الزبیر نے کہا مجھے خوف آتا ہے کہ آپکو کوئی صدمہ
نہ پہونچے امام نے فرمایا ہم اس طرح جائینگے کہ اپنی حفاظت کا سامان کر لینگے۔

فرق امام و غیر امام یہیں سے امام اور غیر امام کا فرق نمایاں ہوتا ہے
کہ جو معاہدہ پہلے ہو چکا تھا بزمان امام حسین و معویہ حضرت اوسکے پابند ہیں انکار
نہیں کرتے بکمال شجاعت و جرات تشریف لے جاتے ہیں اور آپکے اعزا اقربا
بیرون در مستعد و آمادہ موجود ہیں کہ اگر آواز بلند ہو تو وہیں فیصلہ کر لیا جائے

بیعت کے بارے میں فرمایا۔ ہمارا ایسا آدمی نہ رات کو بیعت کر سکتا ہے نہ چھپ کر نہ تم اسپر راضی ہو سکتے ہو صبح کو جب سب جمع ہونگے دیکھا جائیگا یہ فرما کر چلے تھے کہ مروان نے ولید کو رائے دی یا اسیوقت بیعت لے لو یا قتل کر دو کہ پھر انکی غبار بھی نہ ملیگی جسپر حضرت نے بھی بکمال جرأت و جلالت جواب دیا کیا تیری مجال ہے کہ تو مجھے قتل کرے واللہ یہ ممکن نہیں۔

یہ ہے حضرت کی جرأت اور جلالت کہ وہاں تشریف لیگئے اور مردانہ وار گفتگو کی اور دولتسرا میں تشریف لائے کہ نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے آپ خائف و ترسان ہو کر چھپ رہے نہ کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ حیلہ حوالہ کر رہے ہیں چور کی طرح دبک رہے ہیں بخلاف ابن زبیر کے تو وہ گھر میں جا کر چھپ رہا ولید کے پیادہ پر پیادہ آ رہے ہیں وہ گھر سے نکلتا نہیں آخر یہ حیلہ کیا کہ اپنے بھائی جعفر بن زبیر کو ولید کے پاس بھیجا اوسکی سفارش پر کہ عبداللہ بن زبیر خوف زدہ ہو رہا ہے آج کی شب مہلت ملے کل حاضر ہونگے۔ ایک شب کی مہلت ملی اور وہ اوسی شب کو جانب مکہ فراری ہوا۔

تاریخ کامل میں ہے واما ابن الزبیر فقال الان آتیکم ثم اتی دارہ فکمن فیہا ثم بعث الیہ الولید فوجدہ قد جمع اصحابہ واحترز فالح علیہ الولید وھو یقول امھلونی فبعث الیہ الولید موالیہ فشتموہ وقالوا له یا ابن الکاھلیہ لتاتین الامیر او لیقتلنک فقال لھم واللہ لقد استربت لکثرۃ الارسال فلا تعجلوا لی حتی ابعث الی الامیر من یاتیہ برایہ فبعث الیہ اخاہ جعفر بن الزبیر فقال رحمک اللہ کف عن عبد اللہ فانک قد افزعتہ وذعرتہ وھو یاتیک غداً ان شاء اللہ فمر رسلک فلینصرفوا عنہ فبعث الیھم فانصرفوا وخرج ابن الزبیر من لیلتہ فاخذ طریق الفرع ھو واخوہ جعفر لیس معھما ثالث

وسار اخوہ مکنہ رجال فی طلبہ فلم یدرکوہ صرف
یعنی ابن زبیر نے کہا ابھی آتا ہوں یہ کہکر گھر آیا اور چھپ رہا پھر ولید نے
اوسکے پاس لوگونکو بھیجا تو دیکھا کہ وہ چھپ گیا ہے ولید نے اصرار کیا اور وہ کہتا
کہ مہلت پس ولید نے اپنے غلامونکو بھیجا اونہوں نے آکر خوب گالیاں دیں اور کہا کہ
اے پسر کاہلیہ (اونکی ماں بدنام کا نام ہے) چلو امیر کے سامنے ورنہ وہ قتل کریگا
تب ابن زبیر نے کہا میں قاصدونکی آمد سے پریشان ہوگیا اتنی مہلت دو کہ امیر کی
رائے دریافت کرلوں پھر اپنے بھائی جعفر کو بھیجا اوسنے کہا کہ عبداللہ خوف
زدہ ہوگیا ہے آج کی مہلت دو کل صبح کو ضرور حاضر ہوگا۔ ولید نے اپنے آدمیونکو
بلالیا۔ اوسی شبکو عبداللہ اور جعفر بھاگ گئے براہ فرع کوئی تیسرا آدمی اونکے
ساتھ نہ تھا ولید نے لوگونکو تعاقب میں دوڑایا مگر وہ نہ ملا۔
دیکھئے ابن زبیر بھی صحابی ہیں اور ابوبکر صاحب کے نواسے اور شجاعت کا
بھی دعوی ہے یار و انصار بھی رکھتے ہیں کیونکہ یہ اوس قریش سے ہیں جنکا
اتفاق واتحاد معلوم ہے جس سے غصب خلافت کیا۔ انکے لئے اور جناب امام حسین
کے لئے یزید کا ایک حکم ہے ولید دونونکو بلا رہا ہے اور دونو مخالف بیعت یزید ہیں
دونو کا فعل بھی ایک ہے مگر فرق دیکھو تو امام معصوم کیا کرتے ہیں کہ حاکم کے پاس
بے خوف وخطر جاتے ہیں۔ ابن زبیر وعدہ کرکے روپوش ہوتا ہے۔ امام اپنے اعوا
و انصار کولیکر حاکم کے یہاں تشریف لے گئے۔ ابن زبیر نے بھی اپنے اعوان وانصا
کو جمع کیا مگر اپنے گھر حاکم کے یہاں نہیں جاتے۔ امام نے آنیکا وعدہ کیا اور ایفا
فرمایا ابن زبیر نے خلاف وعدگی کی اور چھپ رہا۔ امام سے وہاں مروان سے
رد و بدل ہوئی آپنے کلہ بکلہ جواب دیا اور گھر تشریف لائے۔ ابن زبیر غلامان
ولید کی گالیاں سن رہا ہے اور خوشامدیں کرتاہے۔ امام خود بنفس نفیس تشریف لیجاتے
ہیں اور کمال شجاعت وجرات جواب وسوال معقول کررہے ہیں۔ ابن زبیر
اپنے بھائی کو بھیجتا ہے وہ خوشامد کرتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ کل ضرور آئیگا

اور رات ہی کو فرار کر گیا ۔

بخوف یزید و ولید دونوں نے مدینہ کا قیام ترک کیا اور مکہ کی طرف دار امن سمجھکر روانہ ہوئے ۔ مگر کس طرح کہ امام مظلوم نے شاہ راہ کو نہ چھوڑا اور ابن زبیر نے فرع کی راہ لی جو اوس زمانہ میں غیر معروف راہ تھی ۔

امام مظلوم نے جب مدینہ چھوڑا اور مکہ کی راہ لی تو اوس آیہ کی تلاوت کی جو حضرت موسی نے مصر چھوڑتے وقت کہا تھا تاریخ کامل میں ہے ولما سار الحسین بنحو مکۃ قرء فخرج منها خائفا يترقب

اور جب وارد مکہ معظمہ ہوئے فلما دخل مكة قرء ولما توجه تلقاء مدين

میری غرض اس تحریر سے صرف اسقدر ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو آل و اصحاب کے افعال میں کیا فرق ہے کیونکہ امام حسین کا جو فعل ہے وہ مردانہ غیورانہ حلیمانہ روحانیت اور حقانیت لئے ہوئے ۔ ابن زبیر جو صرف صحابی ہے وہ بھی وہی کام کر رہا ہے مگر مکاری عیاری رذالت لئے ہوئے کیوں؟ اسیوجہ سے کہ امام کا جو فعل ہے بغرض رضائے باری تعالی اور غیر معصوم کا جو فعل ہے وہ دنیا داری کا کہ کسیطرح دنیا ہاتھ آئے ۔ اگرچہ کیسی ہی ذلت و رذالت کے ساتھ

یہاں آپکو جناب امیر کی مخالفت پر خلافت خلیفہ اول سے بھی نظر کرنا چاہیئے کہ حضرت دیکھ رہے ہیں یاران طریقت کس طرح اوجہل کو دلگا رہے ہیں سقیفہ کے جنگل میں کیسی گاؤ زوریاں ہو رہی ہیں ۔ آپکو مطلق اوسکی پروا نہیں اپنے فرض دفن و کفن رسول کو بکمال اطمینان انجام دے رہے ہیں حضرت عباس کہتے ہیں لاؤ ہم بیعت کرلیں کہ کہنے کو ہو جائے عم رسول نے بیعت کی مگر جسطرح جناب امام حسین نے فرمایا تھا مثلی لا يبايع مثله جناب امیر نے بھی فرمایا اس امر خلافت میں کون شخص مسلمان ہو کر طمع کر سکتا ہے ۔

بعد دفن رسول جناب امیر نے جمع قران کی طرف توجہ کی جو بحکم رسول خاص آپکا کام تھا جب ابوبکر نے حضرت کو طلب کیا تو قنفذ نے جا کر کہا خلیفہ

رسول بلاتے ہیں فقال علی لسریع ما کذبتم علی رسول اللہ تو جناب امیرؑ نے فرمایا کسقدر جلد افترا کیا تمنے رسول اللہ پر دوبارہ ابوبکر نے بھیجا اور کہا امیر المومنین یدعوک فرفع علیؑ صوتہ فقال سبحان اللہ لقد ادعی ما لیس لہ کہ امیر المومنین تمکو بلاتے ہیں حضرت نے بآواز بلند فرمایا سبحان اللہ اوسنے ایسا دعوی کیا ہے جو کسیطرح اوسکے لئے نہیں ہے۔

اسکے بعد خانہ زہرا میں آگ لگائی یا آگ لگا دی لیکر عمر صاحب گئے اور حضرت کو پکڑ لائے عمر صاحب تلوار نکال رہے ہیں قتل کی دہمکی دے رہے ہیں مگر کسیطرح نہ حضرت اونکی عاجزی کرتے ہیں نہ اونکی خوشامد کر رہے ہیں نہ چھپ رہے ہیں نہ دبکتے ہیں حکیمانہ حجت تمام کر رہے ہیں یہانتک کہ بعد وفات جناب سیدہ مصالحت ہوئی۔

اگر غور کیجئے تو جو کام جناب امیرؑ نے کیا تھا وہی کام جناب امام حسینؑ نے کیا فرق ہے تو اسقدر کہ جناب امیرؑ نے اوسوقت تلوار سے نہیں فیصلہ کیا جسکی وجہ بہی حضرت نے خود بتا دی کہ اگر میں ایسا کرتا تو دین اسلام مٹ جاتا اور کفر عود کر آتا اور جناب امام حسین نے تلوار سے فیصلہ کیا کیونکہ ایسا نہ کرتے تو اسلام ہمیشہ کے لئے مٹ جاتا پس مقصود اصلی دونو حضرت کا حفاظت اسلام ہے۔

ہاں اگر جناب امیرؑ اوس روز تلوار نکالتے تو بظاہر اسباب نتیجہ یہی ہوتا کہ جناب امیرؑ شہید ہوتے اور خاندان رسالت مٹ جاتا۔ کیونکہ حضرت نے بچشم خود دیکھ لیا تھا کہ قوم نے دوسرے شخص کو خلیفہ بنایا اور خود بضعۃ الرسول کے درپے آزار ہوئے حالانکہ ابھی تک نہ آپنے صف کشی کی تھی نہ جہاد کا کوئی سامان کیا تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ آپ یا حسنین علیہم السلام قتل سے بچتے حالانکہ بقائے اسلام بقای عالم کے لئے وجود نسل آل محمد ضروری تھا۔

نبی یا امام کوئی ایسا فعل نہیں کرتے جس سے کسی قانون مروجہ کی مخالفت کا الزام آئے اور وہ کسی حیثیت سے مجرم کہلائیں اسی لئے بالخصوص جناب

نے اوسوقت خاص طور پر طرح دیا کیونکہ آپ جانتے تھے بغاوت اور ایذا کا بازار گرم ہو رہا ہے اگر حضرت جنگ کرتے تمام مخالفین نہ آپکے نہ صرف آپکے دفعیہ کو سب پر مقدم سمجھتے بلکہ عام طور پر وہی جرایم حضرت پر عائد کیے جاتے اور عام طور سے مشہور کیا جاتا اسی لئے آپنے تلوار کے فیصلہ کو عمداً موقوف رکھا۔

یہی وجہ تھی کہ جناب امام حسینؑ نے تاحیات معاویہ سکوت کیا کیونکہ ایک طرح کا معاہدہ جناب امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے ہو چکا تھا جسکی پابندی عقلائی طریق سے آپ پر لازم تھی۔ مگر حضرت نے اسکو مکروہ سمجھا کہ جس امر کا معاہدہ بڑا بھائی کر چکا ہے اوسکے خلاف کریں اور فعل امام خالی از مصلحت نہیں ہوتا لہذا اوسوقت بالکل سکوت کیا اور جب خود معاویہ نے اوس معاہدہ کے خلاف ورزی کرکے یزید کو ولیعہد بنایا اور مرکز مانع معاہدہ کو تمام کیا تو حضرت نے نئے معاہدہ کی ابتدا ہی میں نہایت جرات و شجاعت و شجاعت سے مخالفت کا اعلان کیا اور مردانہ وار حاکم کے گھر سے چلے آئے۔

ہاں ایک دوسرا فرق یہ ہے کہ جناب امیرؑ کے گھر میں عرب کے بدمعاش گھس آئے اور آگ لگا دی کیونکہ جناب امیرؑ بالکل تنہا تھے خاندان بنی ہاشم میں صرف تین مرد تھے ایک جناب امیرؑ دوسرے حضرت عباسؓ عم رسول تیسرے حضرت عقیل برادر جناب امیر مگر یہ دونوں آدمی بوجہ پیرانہ سالی یا ضعف جسمانی ایسے تھے کہ جنگ بدر میں مشرکین قریش نے مجبور کرکے اونکو اپنے ساتھ اس غرض سے لیا کہ جناب رسالتمآب سے جنگ کریں۔ اور وہ یہاں آکر اسلام کے قیدی بنے۔

پھر وہ جناب امیرؑ کی کیا حمایت کر سکتے۔ پس اگر جناب امیرؑ اسوقت جنگ کرتے تو مخالفت لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ لازم آتی۔ اور جناب امام حسینؑ خود حاکم مدینہ کے گھر گئے اور اوس سے کلمۃ بکلمۃ جواب سوال کیا۔ اور بصحت و سلامت واپس تشریف لائے کیونکہ خود آپکے اعزا و جوانان بنی ہاشم آپکے ساتھ تھے جنہوں نے اپنی جان امام پر بروز عاشورہ قربان کی علاوہ ۵۴ جان نثار کے جو دوست احباب تھے۔

اب آپکے سامنے دو امام معصوم کی مخالفت ایک ناجائز خلافت سے موجود

خانہ خدا کی تعظیم و احترام کو تمامی اہل اسلام پر لازم کیا۔ یہانتک کہ حضرت نے خود فرمایا خدا نے صرف ایک ساعت کے لئے مجھے اسمیں ل کو جائز کیا ورنہ ہمیشہ کے لئے اسمیں جنگ و پیکار حرام ہے۔ بلکہ کفار بھی قدیم الایام اسکا احترام کرتے اور ہر طرح کے ظلم وستم سے باز رہتے۔ پہر کیونکر جناب امام حسینؑ اسے محل امن سمجھ کر نہ قیام کرتے حالانکہ اسمیں بہی یہ مصلحت تھی کہ حضرت اپنے قیام سے تمام عالم پر احکام خدا و رسول کی تصدیق ظاہر کریں کہ دیکھو جب وقت خوف ہوا ہمنے بہی یہاں آکر پناہ لی اور اسکو محل امن قرار دیا۔

مگر خدا نہ بخشے اون صحابہ مسلمان نما کافرونکو جنہوں نے اپنی دنیاداری سے بتا دیا کہ خدا اور رسول کے احکام کے ہم پابند نہیں نہ اوسپر عمل کرتے ہیں بلکہ جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں اور اسیکا نام اسلام ہے۔ پہر کون کہسکتا ہے کہ یہ صحابہ مسلمان تھے

دیکھو جب ابن الزبیر بھاگ کر مدینہ سے مکہ میں آئے ہیں اور اوسکے دوسرے رخ جناب امام حسینؑ نے بھی مدینہ چھوڑ کر حرم خدا میں پناہ لی۔ تو اوسی زمانہ میں یزید کی فوج مدینہ سے چلی ہے اور مکہ میں آکر خونریزی کی۔

تاریخ کامل علامہ ابن اثیر جزری میں ہے کہ وفات معویہ اوایل سنہ ۶۰ھ میں ہوئی اور جناب امام حسینؑ اوائل ماہ شعبان میں وارد مکہ معظمہ ہوئے ماہ رمضان میں ولید بن عتبہ جو پہلے سے حاکم مدینہ تھا معزول ہوا (اس جرم پر کہ امام حسینؑ و ابن زبیر کو بلا اخذ بیعت کیوں چھوڑا) عمرو بن سعید اشدق حاکم مدینہ ہو کر آیا عمرو بن زبیر کو۔ اوسنے کوتوال بنایا کیونکہ اسمیں اور اسکے بھائی عبداللہ بن زبیر میں قدیم سے عداوت تھی۔ اسی خیال سے عمر بن سعید اشدق نے اسی کو کوتوال بنایا کوتوال نے اپنے بھائی منذر بن زبیر اور اوسکے بیٹے محمد بن منذر اور عبد الرحمن بن اسود بن عبد یغوث عثمان بن عبداللہ بن حکیم بن حزام (اسی خاندان سے تھا) اور محمد بن عمار یاسر رضی اللہ عنہ کو اسی جرم پر گرفتار کیا کہ یہ سب ہوا دار عبداللہ بن زبیر تھے اور ۴۰ - ۵۰ - ۶۰ کوڑے سب کو لگوائے جلد ۴ صفحہ

اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر جناب امام حسینؑ مدینہ منورہ میں رہتے۔ یا عبداللہ
بن زبیر بھی نہ فرار کرتا تو مدینہ میں کیا نتیجہ ہوتا۔ چونکہ عبداللہ بن عمر نے جناب امام حسینؑ
کو یہی رائے دی تھی کہ آپ مدینہ ہی میں قیام کریں۔ اسلئے اسقدر اشارہ کیا گیا۔
کیونکہ اسی بات کا تو اہلسنت کو بھی اقرار ہے "مدینہ میں جسقدر انصار و مہاجرین
تھے انمیں وہ مثل اپنے پدر بزرگوار کے ہر دل عزیز نہ تھے۔ خارجی گزٹ ۲۴ جنوری
سنہ ۱۹۱۹ء

ہمارا مطلب اس سے تخاطب کرنا ایسے ذات شریف سے نہیں ہے۔ بلکہ صرف
اسقدر ہے کہ معلوم ہوا اہلسنت کو بھی اسکا اقرار ہے کہ صحابہ کو اہلبیتؑ سے محبت
نہ تھی۔ جسکے صریحی مطلب یہ ہوئے کہ اگر رسول اللہؐ صادق تھے تو یہ صحابہ یقیناً صفت
ایمان سے خالی تھے کیونکہ احادیث رسول بھی کہہ رہی ہیں کہ جسمیں محبت اہلبیت
نہیں وہ مومن نہیں۔ اور اگر معاذ اللہ وہ حضرت صادق نہ تھے تو بیشک مذہب
اہلسنت حق ہے۔

بہرحال انسب انتظام ہونے کے بعد اب اسکی فکر ہے کہ عبداللہ بن زبیر جو مکہ میں پناہ
گیر ہے اوسکی نسبت کیا کرنا چاہئے۔ فوج بھیجی جائے قید کیا جائے قتل ہو کیا تدبیر کیجائے
تاریخ کامل میں ہے فاستشار عمرو بن سعید الاشدق عمر بن الزبیر فیمن یرسله
الی اخیه فقال لا توجه الیه رجلا انکا له منی فجهز معه الناس وفیهم انیس
بن عمرو الاسلمی فی سبعمائة فجاء مروان بن الحکم الی عمر بن سعید
فقال له لا تغز مکة واتق الله ولا تحل حرم البیت واتی ابو شریح
الخزاعی الی عمر فقال لا تغز مکة فانی سمعت رسول اللهؐ یقول انما
اذن لی بالقتال فیها ساعة من نهار ثم عادت کحرمتها بالامس
فقال له عمر ونحن اعلم بحرمتها منك ایها الشیخ ص ۷ جلد ۴
ہمنے اصل عبارت عربی کو بخیال طول مختصر کر دیا ہے مگر ترجمہ بلفظہ کیا جاتا ہے۔
عمرو بن سعید اشدق (حاکم مدینہ) نے عمر بن زبیر سے مشورہ لیا کہ قتل ابن الزبیر کیلئے

کسے جانب مکہ روانہ کریں۔ **عمر بن زبیر** (برادر عبداللہ بن زبیر) نے کہا ہمارے سوا کسیکو نہ بھیجو کہ عبداللہ بن زبیر کیلئے ہم سے بہتر عذاب دینے والا کوئی نہوگا (یہاں خیال رہے کہ حاکم مدینہ نے اسکو کوئی حکم نہیں دیا بلکہ خود اسنے خواہش کی یہی حال عمرو بن سعد بھی ہوا کہ ابن زیاد نے اوسکو کوئی خاص حکم نہیں دیا تھا بلکہ اوسنے خود اپنی خواہش سے اسکی درخواست کی۔ اور یہ دو نو عمر مہاجرین کی اولاد سے ہیں کیونکہ سعد وقاص اور زبیر دونو صحابی۔ مہاجر۔ عشرہ مبشرہ اہلسنت سے تھے جسمیں سے زبیر کا بیٹا از خود عازم قتال مکہ اور اپنے حقیقی بھائی کے قتل پر آمادہ ہوا اور عمر بن سعد نے فرزند رسول کو قتل کیا) پس حاکم مدینہ نے اوسکے ساتھ سات سو سپاہیونکو ہمراہ کیا جنمیں انیس بن عمر اسلمی بھی تھا۔ یہ خبر سنکر **مروان بن حکم** (جو پہلے حاکم مدینہ بھی تھا) آیا اور کہا کہ مکہ پر چڑہائی نہ کر۔ خدا سے خوف کر ابن زبیر کو چھوڑ دے کہ بڈھا ہوا ساٹھ برس کا سن ہے اور وہ لجوج (ضدی) بھی ہے (یہ سفارش ہے مروان کی دربارہ ابن الزبیر۔ اور یہی مروان وہ ہے جسنے ولید کو راے دی تھی کہ امام حسینؑ سے اسیوقت بعیت لے یا قتل کرو جسپر امام حسینؑ نے فرمایا تھا یا ابن الزرقا انت تقتلنی ام هو کذبت واللہ ولومت کاملن اے پسر زرقا (خاندان بنی امیہ کی ماں جو ذوات الاعلام سے تھی) کیا تو مجھے قتل کریگا یا وہ جھوٹا ہے تو قسم خدا کی اگرچہ میں مرجاؤں۔ اس سے آپنے سمجھ لیا کہ صحابہ کس درجہ کے ایماندار تھے کیونکہ مروان بھی صحابی ہے جو امام حسینؑ کے قتل کی راے دے رہا ہے اور ابن الزبیر کی سفارش کر رہا ہے کہ اوسکو چھوڑ دو) مروان کی اس راے پر عمر بن زبیر نے کہا قسم خدا کی ہم اوس سے جنگ کرینگے جوف خانہ کعبہ میں اگرچہ کسیکی ناک رگڑ دی جاے (اشارہ ہے مروان کی طرف) اسکے بعد آئے **ابو شریح خزاعی** اور کہا حاکم مدینہ سے کہ مکہ پر چڑہائی نہ کر کہ میں نے خود رسول اللہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے صرف ہمکو اجازت دی گئی تھی کہ دن کو ایک ساعت قتال کریں مکہ میں پھر اوسکی حرمت ویسی ہی ہوگئی جیسی کہ پہلے تھی۔ عمر نے جواب دیا کہ ہم تجھسے زیادہ واقف ہیں

حرمت خانہ کعبہ سے اے شیخ۔ اسکے بعد عمر روانہ ہوا دو ہزار فوج لیکر اور مقدمہ لشکر میں انیس تھا۔

اب حضرات اہلسنت خود انصاف کریں کہ یہ صحابہ و تابعین کیسے ایماندار تھے کہ حدیث رسول بیان کی جاتی ہے۔ حرمت خانہ کعبہ بتائی جاتی ہے۔ مگر کوئی نہیں مانتا۔ کیا اسکے بعد بھی آپ انکو مسلمان کہینگے۔ مزہ تو یہ ہے کہ عبد اللہ بن زبیر کو بھی خلیفہ برحق مانتے ہیں۔ اور اونکے قاتلین کو بھی مسلمان کہتے ہیں۔ کیونکہ اوسکا بھائی **عمرو بن زبیر** تو ڑ رہا ہے پھر حضرت زبیر کو کیا منہ دکھائینگے جو اوسکے کفر کے قائل ہوں۔

اے مدعیان اسلام اگر تمکو رسول اللہ سے محبت نہیں ہے تو خدا اور خانہ خدا کی تعظیم و احترام سے تو نہ دست بردار ہو۔ اونکو کافر سمجھو جنہنے حرمت خانہ خدا برباد کی اب نتیجہ اسکا سنیے کہ اوسے کامل میں ہے

انیس مقدمہ لشکر وارد مکہ ہوا **ذی طوی** میں اسنے منزل کیا۔ اور عمرو بن زبیر نے ابطح میں (یہ دونو مقام حدود مکہ میں داخل ہیں) عمرنے اپنے بھائی عبد اللہ بن زبیر کو یہ پیام بھیجا کہ یزید نے چونکہ قسم کہائی ہے کہ جب تک تمکو قید نہ کرلے تمہاری بیعت نہ قبول کریگا لہذا تم ہمارے پاس چلے آؤ کہ چاندی کے زنجیر میں قید کرلیں اوسکے بعد بیعت کر لو پھر چلے جاؤ کہ خونریزی نہو کیونکہ تم حرم خدا میں ہو۔

عبد اللہ بن زبیر نے اودہر سے اپنی فوج بھیجی جسنے پہلے انیس کا خاتمہ کیا جو لشکر مدینہ کا مقدمہ تھا اور مصعب بن عبد الرحمن نے عمرو بن زبیر کو گرفتار کیا پہلے تو وہ ابن علقمہ کے مکان میں پناہ گزین ہوا۔ مگر عبد اللہ بن زبیر نے نہ مانا اور اوسکو پکڑوا کر اتنے کوڑے مروائے کہ وہ مرگیا صفحہ تاریخ کامل جلد ۴

دیکھیے یہ سب صحابہ و تابعین سے ہیں مہاجرین و انصار ہیں اور اونکی اولاد جو اسطرح مکہ معظمہ میں خونریزی کر رہی ہیں نہ کسیکو اونکے اسلام میں عذر رہے نہ اونکے ایمان میں بلکہ اہلسنت خوشی سے یزید کو بھی اپنا خلیفہ برحق مان رہے ہیں جسکے حکم

سے خانہ کعبہ پر فوج کشی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر کو بھی خلیفہ مانتے ہیں جو خاص حرم خدا میں خونریزی کر رہا ہے اور لشکر مدینہ کو قتل کر کے اپنے بھائی کو کوڑوں سے مارتا ہے جو مرگیا۔ یہ سب کیوں مانے جاتے ہیں اسلیئے کہ صحابی ہیں اور صحابی زادے یزید معاویہ کا بیٹا ہے۔ عبداللہ زبیر کا بیٹا ابوبکر صاحب کا نواسا۔ مگر جناب امام حسین سے کسیکو ہمدردی نہیں کیونکہ آپ تو اہلبیت رسول اللہ میں داخل ہیں۔ اور اہلسنت کا مذہب محبت صحابہ پر ہے۔

اب بتائیے کہ امام حسین علیہ السّلام جو فرزند رسول ہیں اور شریعت اسلام کے حافظ و حامی کیونکر اس قسم کی بیعت بیزید کو قبول فرماتے اور آپ اسکے باعث ہوتے کہ آپکی وجہ سے حرمت خانہ خدا ضایع ہو۔

یہی وجہ ہے کہ جتنے صحابہ و تابعین ہیں جو غیر معصوم ہیں وہ تو یہ راے دے رہے ہیں کہ آپ مکہ میں قیام کریں اور یہیں اپنی خلافت قایم کریں۔ مگر حضرت سب کو ایک ہی جواب دے رہے ہیں جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ آپ حفاظت احکام پیغمبر کو سب پر مقدم سمجھتے ہیں اور بمقابل اسکے اپنی جان دینا گوارا ہے۔

عبداللہ بن مطیع کی راے لما خرج الحسین من المدینۃ الی مکۃ لقیہ عبداللہ بن مطیع فقال لہ جعلت فداک این ترید

قال اما الآن فمکۃ واما بعد فانی استخیر اللہ قال خار اللہ لک وجعلنا فداءک فاذا اتیت مکۃ فایاک ان تقرب الکوفۃ فانہا بلدۃ مشومۃ بہا قتل ابوک واخذل اخوک واغتیل بطعنۃ کادت تاتی علی نفسہ الزم الحرم فانک سید العرب لا تعدل

جب امام حسین نے مدینہ سے قصد مکہ کیا تو عبداللہ بن مطیع (صحابی) سے ملاقات ہوئی اوسنے کہا کہاں کا ارادہ کیا ہے آپنے۔ فرمایا ابھی تو مکہ جاتا ہوں پھر وہاں جاکر استخارہ کرونگا عبداللہ نے کہا خدا آپکو خیر دکھائے اور مجھے آپ پر فدا کرے جب مکہ پہونچیے تو ہرگز کوفہ کا نہ قصد کیجیے کہ

بك اهل الحجاز لاحد ويتداعى
اليك الناس من كل جانب
لا تفارق الحرم فداك عمي وخالي
فوالله لئن هلكت لنسترقن بعدك
تاريخ كامل صـ

گروہ بد شگون ہے اوسمیں آپکے والد
بزرگوار شہید ہوگئے۔ اور آپکے برادر
بزرگ کو محروم کیا یعنی بیمار زخم لگایا
کہ قریب تھا اوس سے ہلاک ہوں۔
آپ حرم میں قیام کیجیے کیونکہ آپ سید
عرب ہیں اہل حجاز آپکا ہمسر کسیکو نہیں جانتے اور ہر طرف سے لوگوں کی دعوت کیجیے مگر حرم
سے نہ نکلیے کیونکہ اگر آپ ہلاک ہوئے تو پھر ہم سب غلام بنا لیے جاینگے
بنظر مصالح ملکی تو یہ راے انسب معلوم ہوتی ہے کہ آپ حرم خدا میں یہ کارروائی
کیجیے جسکے یہ مطلب ہوئے کہ جسطرح عبداللہ بن زبیر فوج یزید سے لڑے اور جہاد کرنا
جو شرعاً کسیطرح جائز نہ تھا ہاں یہ بھی قابل غور ہے کہ عبداللہ بن مطیع یہ راے دے
رہے ہیں مگر یہ نہیں ہوتا کہ حضرت کی بیعت اختیار کریں اور حق اسلام ادا کریں
یہی راے عمر بن عبدالرحمن بن حرث بن ہشام نے بھی دی ہے اور بہت
مبالغہ کیا ہے پھر حضرت ابن عباس تشریف لائے ہیں اور یہی مشورہ دیا ہے
اور محمد بن حنفیہ نے بھی یہی راے دی تھی اوسکے بعد عبداللہ بن زبیر
آئے اور اونسے حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

اخبرني ما تريد ان تصنع فقال
الحسين لقد حدثت نفسي باتيان
الكوفة ولقد كتبت الي شيعتي
بها واشراف الناس واستخير الله
فقال له ابن الزبير اما لو كان لي
بها مثل شيعتك لما عدلت عنها
ثم خشي ان يتهمه فقال له اما انك
لو اقمت بالحجاز ثم اردت هذا الامر

ابن زبیر نے پوچھا بتائیے آپکا کیا ارادہ ہے
حضرت نے فرمایا میرے دلمیں تو یہ ہے کہ
میں کوفہ جاؤں میں نے اپنے شیعوں کو لکھا
بھی ہے۔ اور استخارہ بھی کرونگا۔
ابن الزبیر نے کہا اگر وہاں میرے اسقدر
شیعہ ہوتے تو میں اوسے چھوڑ کر دوسری
جگہ نہ جاتا پھر ڈرا وہ ابن سے کہ
کہیں حضرت اوسکو متہم نہ کریں کہ
مشورہ خلاف دیتا ہے تو کہا اگر

ههنا لما خالفنا عليك وساعدناك
وبايعناك ونصحنا لك فقال له
الحسين ان ابي حدثني ان بها
كبشا به تستحل حرمتها فما احب ان
اكون ذلك الكبش قال فاقم
ان شئت وتوليني انا الامر فتطاع
ولا تعصى قال ولا اريد هذا ايضا
ثم انهما اخفيا كلامهما فالتفت
الحسين الى من هناك فقال تدرون
ما قال قالوا لا ندري جعلنا الله
فداءك قال انه يقول اقم في هذا
المسجد اجمع لك الناس ثم قال
له الحسين والله لان اقتل خارجا
منها بشبر احب الي من اقتل فيها
ولان اقتل خارجا منها بشبرين
احب الي من ان اقتل خارجا
منها بشبر وايم الله لو كنت
في حجر هامة من هذه الهوام
لاستخرجوني حتى يقضوا حاجتهم
والله ليعتدن علي كما اعتدت
اليهود في السبت فقام ابن الزبير
فخرج من عنده فقال الحسين ان
هذا ليس شيء من الدنيا احب اليه

آپ مکہ میں قیام کریں اور اسکا قصد
کریں تو ہم لوگوں سے کوئی بھی آپکے
خلاف نہوگا سب آپکی مدد کرینگے
بیعت کرینگے اور خیر خواہی۔ جناب
امام حسینؑ نے فرمایا کہ میرے پدر بزرگوار
نے مجھسے یہ حدیث بیان کی ہے کہ مکہ
کے لئے ایک مینڈھا ہے اسکی سرداری جس سے
حرمت خانہ کعبہ حلال کردی جائیگی پس
میں کسیطرح نہیں پسند کرتا کہ وہ مینڈھا
میں ہوں عبداللہ بن زبیر نے کہا کہ آپ
یہیں قیام فرمائے اور چاہئے تو مجھے
متولی امر بنائے کہ ہر طرح آپکی اطاعت
کی جائیگی اور کسی قسم کی نافرمانی نہوگی
حضرت نے فرمایا میں یہ بھی نہیں چاہتا
پھر کچھ کلام مخفی کیا دونوں نے۔ پھر
ملتفت ہوئے امام حسینؑ اون
لوگوں کی طرف جو وہاں تھے اور فرمایا
کہ تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے اون لوگوں
نے کہا نہیں حضرت نے فرمایا یہ
کہتا ہے کہ آپ یہیں قیام کیجئے لوگوں کو
آپکے لئے جمع کرونگا۔ پھر کہا امام حسینؑ
قسم خدا کی اگر میں ایک بالشت علیحدہ
ہوکر خانہ کعبہ سے قتل کیا جاؤں تو یہ

من ان استحل من الحرم وقد علم ان الناس لا یعدلونہ بی ثم قال انی خرجت حتی یحلونہ ص ۱۶ تاریخ کامل جلد ۴

زیادہ وہ مجھے محبوب ہے بہ نسبت اسکے کہ خانہ کعبہ میں قتل ہوں - اور اگر دو بالشت علیحدہ قتل ہوں تو زیادہ احب ہے بہ نسبت اسکے کہ ایک بالشت کے فرق پر مارا جاؤں قسم خدا کی اگر میں کسی سوراخ میں مور چہ کے چھپ رہوں تو یہ اوس سے بھی ہمکو باہر نکالینگے اور اپنی غرض پوری کرینگے قسم خدا کی یہ ہمپر اوسی قسم کی تعدی کرینگے جس طرح کی تعدی یہود نے سبت میں کی پس حضرت نے فرمایا اسکو نزدیک دنیا میں اس سے بڑھکر کوئی امر نہیں کہ میں چلا جاؤں حجاز سے کیونکہ اوسکو خوب معلوم ہے کہ کوئی اوسکو کوئی خیر نہیں سمجھیگا جب تک میں یہاں رہونگا لہذا وہ چاہتا ہے کہ میں خالی کردوں اوسکے لئے اس ملک کو

یہ ہے **جواب** جناب امام حسین علیہ السلام جو کس وضاحت سے فرما رہے ہیں کہ میرے پیش نظر رسول اللہ کی یہ حدیث ہے جسمیں حضرت یہ خبر دے گئے ہیں کہ خانہ کعبہ کا ایک مینڈھا ہے جس سے اسکی حرمت برباد ہوگی میں کسی طرح نہیں چاہتا وہ مینڈھا میں ہوں جہانتک ہوسکے اس سے دور ہو کر قتل ہوں تو وہ ہمکو پسند ہے بہ نسبت اسکے قرب خانہ کعبہ میں قتل ہوں -

اس جواب میں حضرت نے یہ بھی فرمادیا کہ میرا قتل ہونا یقینی ہے کہ اگر حشرات الارض کے سوراخ میں بھی میں چھپونگا تو یہ مجھے نکالکر قتل کرینگے تا کہ یہود کے مماثل بنیں

جس حدیث کا جناب امام حسین نے ابن زبیر سے تذکرہ کیا ہے ایک ایسی حدیث مشہور و معروف ہے کہ اوس زمانہ کے کل صحابہ قریب قریب اس سے واقف تھے چنانچہ سابقاً حضرت ابن عباس کا اشارہ اس حدیث کی طرف مذکور ہوچکا اور کنز العمال میں ہے یلحد رجل من قریش بمکہ یقال لہ عبد اللہ علیہ

۵ دیکھو صفحہ ۳۵ اصلاح ملہ جلد ۱۱

رجل من قریش لو توزن ذنوبه بذنوب الثقلین لرجحت طب حم لہ عن ابن عمر انه لیلحد فی الحل رجل من قریش لو وزنت ذنوبه بذنوب الثقلین لوزنتها حم عن ابن عمر یلحد بمکۃ کبش ای سید من قریش اسمه عبد اللہ علیه مثل اوزار نصف الناس حم عن عثمان یلحد رجل من قریش بمکۃ یکون علیه نصف عذاب العالم حم عن عثمان ورجال احمد ثقات

خلاصہ ان سب روایات کا یہ ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا ایک شخص الحاد کریگا حرم خانہ کعبہ میں جس سے اوسکی حرمت برباد ہوگی اور نام اوسکا عبد اللہ ہوگا اوسپر نصف عالم کا عذاب ہوگا اگر اوسکی گناہ وزن کیے جائیں تو اوسکا پلہ بھاری ہوگا اور دو نوجہان کی گناہ سے گناہ اوسکا زیادہ ہوگا۔

یہیں سے آپکو اہلبیت اور اصحاب کا فرق اچھی طرح معلوم ہوگا کہ جناب امام حسین چونکہ اہلبیت نبی سے ہیں اور امام برحق وصی رسول رب العالمین محافظ شریعت خیر المرسلین لہذا کس احتیاط سے آپ کام کرتے رہے ہیں کہ اس حدیث نبوی کے مصداق نہیں حالانکہ بالیقین آپکو معلوم تھا کہ ہم اسکے مصداق نہیں ہیں اور نہ ہمسے ان احادیث کو کسی قسم کا تعلق نہیں مگر تاہم بنظر احتیاط کسی طرح آپ اسکے روادار نہیں ہیں کہ ایک شایبہ بھی ان احادیث وعیدیہ کا آپ پر آنے پائے بلکہ آپ بکمال تقوی فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایک بالشت علیحدہ اس سے مارے جائیں تو یہ بہتر ہے اس سے کہ خاص حرم میں شہید ہوں اور اگر دو بالشت علیحدہ ہوں تو یہ بہتر ہے اس سے کہ ایک بالشت قریب ہوں۔

بخلاف ابن الزبیر کے جو صحابی تھے اور غیر معصوم خود اوسکے سامنے جناب امام حسین اس حدیث کو یاد دلا رہے ہیں مگر اوسکو مطلق پرواہ نہیں اور بمقابلہ اسکے کہ چندروزہ سلطنت ہاتھ آجائے عذاب ابدی قبول ہے

اور [illegible]

جناب امام حسینؑ نے اس حدیث میں اسکی طرف بھی اشارہ کیا کہ قتل ہونا یقینی ہے کیونکہ ظاہر ہے امام معصوم کبھی قبائح شرعیہ پر باصرار اختیار سکوت نہیں کرسکتا اور عدم سکوت پر یہی نتیجہ ہوگا تو جب یہ یقینی ہے پھر ایسا امر کرنا جس سے ملحد قرار پائیں اور عذاب اخروی میں مبتلا ہوں کون عاقل قبول کرسکتا

جناب امام حسینؑ نے نہ صرف اپنے ہی شہادت کو نہیں ظاہر کیا کہ یہ یقینی ہے بلکہ ابن الزبیر کو بھی بتا دیا کہ تو بھی ضرور مارا جائیگا کیونکہ حضرت خبر دے رہے ہیں کہ اسکے لیے ایک کبش ہے اور اپنے اس قول سے کہ میں اگر ایک بالشت دور قتل ہوں اسکی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ وہ کبش مارا بھی ضرور جائیگا ہم نہیں پسند کرتے کہ وہ کبش ہم ہوں یہیں سے ناظرین کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ ان صحابہ کو کسقدر حضرتؐ کے احادیث و اقوال پر اعتماد تھا کہ ابن الزبیر حدیث انحضرتؐ کی سنتا ہے مگر ذرہ برابر ایمان نہیں لاتا اور جناب امام حسینؑ اسقدر وثوق و ایمان رکھتے ہیں کہ گویا بروقت مکاشفہ ہو رہا ہے۔

یہ جواب تو حضرت نے ابن الزبیر کو دیا تھا جس سے اوسکی ہدایت اور اصلاح منظور تھی کہ کسیطرح وہ بھی اپنے اس ارادہ سے باز آئے اور حرمت خانہ کعبہ کو نہ ضایع کرے مگر وہ ایک دنیا دار انسان تھا کب اسکی پروا کرتا

اب آخری جواب سنئے کہ جب جناب امام حسینؑ مکہ سے بروز ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو سفر کیا ہے جسوقت سے اعمال حج شروع ہوتے ہیں تو عبداللہ بن جعفر نے عمرو بن سعید حاکم مکہ سے ایک خط امان لیا ہے اور بتعجیل تمام مع برادر حاکم مکہ یحیی بن سعید روانہ خدمت اقدس امام ہوئے فلحقاہ وقرأ علیہ الکتاب وجھدا ان یرجع فلم یفعل وکان مما اعتذر الیھما ان قال انی رایت رؤیا رایت فیھا رسول اللہ وامرت فیھا بامر انا ماض لہ علی کان او لی فقالا ما تلک الرؤیا قال ما حدثت بھا احدا وما انا محدث بھا حتی القی ربی تاریخ کامل ص ۱ جلد ۴

یعنی عبداللہ بن جعفر و یحیی بن سعید حاضر خدمت ہوئے اور خط ابن سعید حاکم مکہ

سنایا اور کوشش کیا کہ آپ پلٹ چلیں مگر حضرت نے نہ مانا اور منجملہ اوسکے جو حضرت نے اپنا عذر عدم مراجعت میں ظاہر کیا یہ بھی تھا کہ فرمایا مینے ایک خواب دیکھا ہے جسمیں رسول اللہ نے ایک حکم دیا ہے مجھے میں اوسکو انجام دونگا خواہ اوسمیں میرا نفع ہو یا میرا ضرر اون دونوں نے پوچھا وہ خواب کیا ہے حضرت نے فرمایا نہ مینے اوسکو بیان کیا ہے نہ بیان کرونگا یہاں تک کہ اپنے رب سے ملاقات کروں۔"

اس زمانہ کے خوارج تو اس خواب پر ضرور مضحکہ کرینگے اور اسکو خواب وخیال بتائینگے مگر جو شخص وارث ابراہیم خلیل اللہ ہو اور سارے انبیا کا وارث وہ تو اس خواب کو ویسا ہی واجب التعمیل سمجھے گا جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے فرزند اسمعیل کے ذبح میں اوسکی تعمیل کی۔

حضرت عبداللہ بن جعفر کی نظر بھی ظاہری امور پر ہے اور انکے اختیار میں یہی تھا کہ حاکم مکہ سے خط امان لیں جسکو انجام دیا مگر وہ علم آپکو کیونکر ہو سکتا ہے جو جناب امام حسین کو ہر طرح سے حاصل تھا کیونکہ اگر حاکم مکہ کچھ کرسکتا تھا تو یہی کہ کسیوجہ سے حضرت پر تشدد نہ کرتا اور آپکو تکلیف نہ دیتا۔ مگر یزید کا حکم جو دوسری طرح سے انجام پاتا اوسکو کیونکر روک سکتا تھا کیونکہ سبکو معلوم ہے یزید نے حاجیوں کے لباس میں کچھ لوگوں کو شام سے روانہ کیا تھا جو حضرت کو حالت حج میں اسیر کریں یا قتل پھر اسکو وہ کیونکر روک سکتا تھا یہی وجہ ہے کہ جب فرزدق نے حضرت سے وجہ تعجیل پوچھا ہے تو آپنے فرمایا لو لم اعجل لاخذت اگر میں جلدی نہ نکلتا تو گرفتار ہو جاتا۔

یہاں ہر شخص غور کرسکتا ہے کہ یوں تو عموماً مکہ میں جنگ وپیکار کی ممانعت ہے اور حالت حج میں تو بجز دو لنگ کہ ایک ردا ہو ایک لنگ کسی شی کے ساتھ رہنے کا حکم نہیں ایسی حالت میں جناب امام حسینؑ کیونکر بچا سکتے تھے کیونکہ یہ لوگ تو وہی ہیں جنکو بجز دنیا کوئی مطلب نہیں۔ ابھی ابن الزبیر سے جنگ ہو چکی ہے پھر وہی صورت تھی یا امام حسینؑ جنگ کرتے جو خلاف شریعت تھا یا بے اختیار ہو کر قید ہوتے یا قتل ایسی

ذلت کی موت یا قید کو کون عاقل قبول کرسکتا ہے -

لہذا ہر عاقل یہی کہیگا کہ جناب امام حسینؑ نے جو کام کیا وہی حکم عقل و شرع تھا اور کوئی شخص دیندار ہو کر ایسے حال میں نہیں رہ سکتا تھا جس سے یہ نتیجہ پیدا ہو کہ حرمت خانہ کعبہ ضایع ہو -

رہا یہ خیال کہ حرمت خانہ کعبہ کہاں باقی رہی جب ابن الزبیر نے وہ کام کیا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اسکے ذمہ وار وہ لوگ ہیں جو اسکے مرتکب ہوئے نہ امام دنیا میں کو ہزار دل قسم کے فسق و فجور ہوتے ہیں انبیا و رسل پر اوسکا کیا الزام -

یہی وجہ تھی کہ جب ابن الزبیر نے حضرت سے اسکی خواہش کی کہ آپ مجھے اپنا نائب بنائیں تو آپنے بالکل انکار کیا کیونکہ اگر وہ نائب قرار پاتا تو اوسکے کل افعال کے ذمہ وار حضرت ہی قرار پاتے حالانکہ حضرت خوب جانتے تھے کہ یہ بھی یزید ثانی ہے کیونکہ واقعات جنگ جمل و صفین سب آپکے پیش نظر تھے کہ جناب امیرؑ کی بیعت سب سے پہلے طلحہ و زبیر نے کی اور سب سے پہلے انہیں دونوں نے نکث بیعت کیا اور زبیر کا بہکانے والا یہی عبداللہ تھا پھر کیونکر آپ اسکے مشورہ کو قبول کرتے۔ آپ تو جانتے تھے کہ اسکو قابو ملیگا تو کسیطرح یزید سے کم نہوگا پھر کیونکر آپ اوسکی رائے مان سکتے تھے

ہم جیسا کہ پہلے بیان کرچکے ہیں نبی اور امام کا کام خلق اللہ کی ہدایت ہے خواہ ملکی اقتدار حاصل ہو یا نہو اگر سلطنت ہو یا جاہ تو اوسمیں بھی اوسکی نظر رضائے باری پر رہیگی نہ ذاتی منافع پر جو ناجائز طریقہ سے حاصل ہو اگر اسکا نمونہ تم دیکھنا چاہتے ہو تو جناب امام حسینؑ کی سیرت و اخلاق پر نظر کرو کہ کسطرح آپ اسلام کی حقانیت و روحانیت ہر پہلو سے ملحوظ رکھتے ہیں -

آپ کو خوب معلوم ہے کہ جب تک ہم مکہ میں ہیں ابن الزبیر کی خلافت نہیں چل سکتی ہمارے مقابلہ میں کوئی فروغ اوسکو نہوگا جسکو آپنے ظاہر کردیا جسکے یہ بھی مطلب ظاہر ہیں کہ اگر ہم زمانہ خلافت کو اپنے ہاتھ میں لیں تو کم سے کم اہل حجاز ضرور مطیع و منقاد ہونگے مگر اسکا بھی آپکو علم ہے کہ بغیر جنگ کے مکہ معظمہ میں چارہ نہیں جس سے

عزت اسکی برباد ہوگی پہر جو شخص نائب رسول ہے وہ خلاف شریعت کیونکر اسکو گوارا کرسکتا ہے۔

دوسرے حضرت یہ بھی جانتے ہیں کہ اہل مکہ گو اسوقت مطیع ہونگے مگر کہاں تک وہ سچے مطیع ہوسکتے ہیں کیونکہ اونکے آبا و اجداد تو سب جناب امیر کے ہاتھوں قتل ہوچکے ہیں وہ مادہ انتقام انکے دلوں سے کہاں گیا ہے کیونکہ اسی وجہ سے تو جناب امیر کو لوگوں نے خلیفہ نہونے دیا۔

تیسرے آپکو یہ بھی معلوم ہے کہ خلفائے ثلثہ کے زمانہ سے انکے اخلاق و عادات بگڑے ہوئے ہیں حق کی طرف کسیطرح مائل نہیں ہوتے فتنہ و فساد و مخالفت شرع پر تلے ہوئے ہیں۔ پہر انسے کیا امید ہوسکتی ہے کہ یہ حق کی رفاقت کرینگے۔

چوتھے یہ بہی تو آپکو معلوم ہے یہ ملک زرخیز نہیں ذریعہ معاش یہاں کوئی نہیں اگر کچھ لوگ فراہم بھی ہوگئے تو نتیجہ کیا ہوگا چندروز کے بعد ساتھ چھوڑ دینگے اور وہی نتیجہ ہوگا جو ہوا۔ چنانچہ عبد اللہ بن زبیر کو یہی معاملہ پیش آیا۔ پھر کیونکر آپ یہاں قیام کرتے۔

نظر بریں حالات حضرت نے اوسوقت تک یہاں قیام کیا جو اتمام حجت کے لئے ضروری تھا اور جب آپ ہر طرح مایوس ہوے کہ یہ صحابہ کسی طرح حق کی طرف نہ راجع ہونگے اور آپکا یہ خیال کہ اگر یہاں میں رہا تو گرفتار ہو جاؤنگا حد یقین پر پہونچا تو اپنے یہاں کے قیام کو ترک کیا اور جانب منزل مقصود روانہ ہوگئے

مصالح قیام امام علیہ السلام میں امام مظلوم کا یہ قیام اور اس مجبوری سے قیام خانہ کعبہ کو ترک کرنا اسقدر مصالح پر مبنی تھا کہ احاطہ اون مصالح کا ناممکن ہے مختصراً بعض مصالح کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے دیگر بہ تفحص طالب۔

اس الاصول مصالح امام اتمام حجت ہے نہ حصول سلطنت۔ لہذا **پہلی مصلحت**

تو یہی کہ جو صحابہ اور تابعین اوسوقت موجود تھے (کیونکہ سوائے صحابہ کے

اوس زمانہ میں کوئی نہ تھا وہ اس اختلاف اور مخالفت کو سمجھتے کہ فرزند رسول اس خلافت
اور اس بیعت سے ناراض ہیں۔ لہذا یہ خلافت کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ عمر صاحب کے بیٹے
عبداللہ نے اسی عذر پر جناب امیر کی بیعت نہیں کی تھی کہ بوجہ مخالفت معویہ ابھی پورا
اجماع نہیں ہوا۔ پس اگر وہ لوگ امام مظلوم کو معاذ اللہ معویہ کے درجہ کا بھی صحابی سمجھتے
تو اس خلافت سے پرہیز کرتے اور ساتھ نہ دیتے۔ تو حضرت نے اپنے طول قیام سے یہ
حجت بھی تمام کر دی کہ جو قاعدہ تمنے بنایا ہے اوس سے بھی یہ خلافت ناجائز ہے
دوسرے حضرت نے مدینہ سے کوچ کر کے اور مکہ میں پناہ لیکر بتا دیا تھا کہ آپ پر کیسا ظلم
ہوا کہ آپنے وطن چھوڑا گھر بار چھوڑا۔ روضہ رسول کو چھوڑا۔ خانہ خدا میں پناہ گزین ہو
صرف یہی دیندار ونکے تنبہ کو کافی تھا کہ آخر فرزند رسول پر کیا ظلم ہوا جو آپنے وطن
چھوڑ کر خانہ خدا میں پناہ لیا ہے

تیسرے طول قیام سے لوگ نتیجہ نکالتے کہ آخر اتنے عرصہ تک آپنے کیوں مکہ میں قیام
کیا حالانکہ حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ
مسلم الثبوت حدیث بین الفریقین ہے جس سے تو امام حسین علیہ السلام کی شان میں
عیاذاً باللہ سوء ظن ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضرت نے امام زمان سے مخالفت کی
یا اون مسلمانوں کے ایمان میں کلام ہوتا ہے جو اوسوقت موجود تھے اور کیسے حضرت کی نصرت
نہ کی۔

چوتھے اس طول قیام میں یہ بھی مصلحت ہو سکتی ہے کہ صحابہ اور تابعین کو
کوئی عذر کا موقع نہ رہے کہ یہ واقعہ دفعۃً بلا اطلاع و بلا علم واقع ہوا۔ اسلئے آپنے اتنا
قیام کیا کہ اب بھی صحابہ سمجھیں حق کدہر ہے اور کیا ہے

پانچویں یہ کہ اس عرصہ میں پورا سامان جنگ مہیا ہو سکتا تھا اطراف و جوانب
سے لشکر جمع ہو سکتا تھا آلات حرب فراہم ہو سکتے تھے جسکے بعد پوری طور سے حق کی نصرت
کی جا سکتی تھی۔ مگر افسوس بجز اون چند نفس کے جو حضرت کے ساتھ تھے ایک صحابی یا تابعی
میں حمیت اسلامی نہ تھی جو اسطرف توجہ کرتا۔

یہاں یہ جواب دے سکتے ہیں کہ صحابہ اوسوقت کمزور تھے یا تعداد اونکی کافی نہ تھی جو نصرت کرتے۔ مگر واقعات مابعد اسکو غلط ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ یہی صحابہ تھے جنہوں نے ایک سال کے بعد یزید کو خلافت سے خلع کیا اور مدینہ میں پوری طور سے لڑائی ہوئی۔ اگر آج وہی لوگ فرزند رسول کا ساتھ دیتے تو کیا کوئی کہ سکتا ہے یہ واقعہ اس آسانی سے طے ہو جاتا۔

اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اوس زمانہ کے صحابہ و تابعین کے دلمیں کسقدر ایمان تھا اور کسقدر اسلام کی محبت کہ انکے سامنے فرزند رسول اس طرح دن دوپہر قتل کیا گیا اور کسی نے اف نہ کیا

جناب امام حسینؑ کا قصد عراق کرنا بروز ترویہ مرقوم ہے جس روز سے اعمال حج شروع ہوتے ہیں کہ حاجی لوگ احرام باندھ کر جانب منی روانہ ہوتے ہیں اور امام حسینؑ جانب عراق خود بتا ہے کہ آپ پر کیا گزر رہی تھی ۔

کیونکہ حضرت ماہ شعبان سے مقیم خانہ کعبہ تھے جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کسقدر آپکو شوق حج ہوگا اور صرف دو روز اتمام حج کو باقی ہیں کہ روز عرفہ کو آخر وقت منی جائیں شبکو وہاں قیام رہے۔ صبح کو عرفات جائیں۔ دسویں کو منی میں قربانی کر کے محل ہو جائیں۔ اور دو روز اور وہاں قیام رہے۔ مگر فرزند رسول کو اتنی مہلت نہ ملی اور مجبوری آپکو خانہ کعبہ چھوڑنا پڑا مگر غور کیجئے تو اسمیں بھی عجب مصلحت تھی کیونکہ تمام حاجیونکا مجمع ہے صحابہ و تابعین جمع ہیں مسلمانونکے سوا ایک متنفس بھی نہیں سب اسلام کے مدعی ہیں اعمال حج کے لئے جمع ہیں اونہا رہے ہیں اور فرزند رسول اس حیرونشدد سے خانہ کعبہ کے حج کو چھوڑ کر قتل گاہ کی طرف جا رہا ہے۔ مگر ان حاجیوں اور صحابیوں اور تابعین میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جسکے دلمیں رسول اللہ کی اتنی محبت ہوتی کہ وہ فرزند رسول کی حمایت اور نصرت کو جزو ایمان سمجھتا اور آمادہ نصرت ہوتا بجز ان چند النفس کے جو امام مظلوم کے ساتھ ہیں

اگر اہل فہم صرف اس واقعہ پر واقعہ پر غور کریں اور اسکے نتیجہ پر پہنچیں تو اونکو معلوم ہو سکتا ہے صحابہ کیسے مسلمان تھے اور کیسے ایماندار کہ فرزند رسول کی اس مصیبت پر کسیکو

رحم نہ آیا اور کسیکے ایمان نے اتنا اثر نہ دکھایا کہ وہ حج کو ترک کرکے نصرت امام مظلوم کرتا جسکو سب جانتے ہیں کہ دنیا میں یہی ایک فرزند رسول ہے

تنا اون صحابہ کے ہوتے وہ حدیثیں فراموش ہوئی تہیں جنہیں خود اپنے کانوں رسول اللہ سے سنا تہا نہ وہ آیتیں قرآن کی بہولے تھے جو خدا نے بذریعہ روح الامین نازل کئے اور حضرت نے اونکی تبلیغ کی نہ وہ واقعات اور وہ حالات بہولے تھے جنہیں بچشم خود دیکھا تھا کسطرح رسول اللہ ان حضرات سے محبت کرتے اور تمام عالم پر انکی محبت و اطاعت کو فرض بتاتے ۔

اگرچہ صحابہ کا فرض تو یہی تھا کہ جسوقت یزید کا حکم بغرض طلب بیعت آیا تھا اور امام نے مدینہ چھوڑنے کا مصمم ارادہ کیا اوسیوقت وہ نصرت فرزند رسول پر آمادہ ہوتے اور اپنی جانوں کو نثار کرتے اور مدینہ سے نہ نکلنے دیتے ۔ مگر وہاں اگر چوکے تھے تو یہاں اوسکی تلافی کرتے کہ مکہ سے جانے دیتے اور اگر یہ نہو سکتا تہا کہ حج ترک کرکے کیونکہ آخر امام نے بہی بدرجہ مجبوری حج کو ترک کیا تہا تو بعد حج وہ پہونچ سکتے تھے اور عین معرکہ میں امداد کرسکتے تھے چنانچہ جن مسلمانوں کے دلمیں درد دین تھا وہ پہنچے اور اونہونے سعادت حاصل کی اور امام پر اپنی جان قربان کی

مگر ہائے کس دلمیں درد ایمان تھا کس دلمیں محبت رسول تھی سب بندہ درہم و دینار تھے جب تک حصول دنیا کی امید تھی یہی صحابہ لڑتے رہے اور جان دیتے رہے جب اطرف سے ناامید ہوئے تن آسانی اور خواہش زندگانی نے کل سعادتوں سے محروم رکہا اور شقاوت ازلی سے کامیاب ہوئے ۔

جناب سید الشہدا روحی لہ الفدا کا اس اعلان اور اس جہاد سے خانہ کعبہ سے تشریف لیجانا محض بغرض اتمام حجت تہا کہ کوئی یہ نہ کہ سکے ہمکو اس تشریف بری کی خبر نہ معلوم ہوئی ۔ ہمکو یہ نہ معلوم ہوا امام پر کسنے ظلم کیا اور کون ستا رہا تہا ۔ اسی لیے حضرت نے ایسے موقع پر یہ سفر پر خطر اختیار فرمایا کہ کوئی عذر نہ کرسکے کوئی اپنی لاعلمی ناواقفیت کو حیلہ قرار دے بلکہ سب کو معلوم ہو کہ فرزند رسول خانہ کعبہ میں بہی جو

جو عام خلایق کے لئے جائے امن ہے۔ نہ رہنے پایا۔ بانی باقی

مناظرہ امروہہ

بسملاً و حامداً و مصلیاً

۳ ار فروری ۱۹۰۸ء کا اخبار موسومہ اہل حدیث مطبوعہ امرتسر اتفاقاً میرے ایک عزیز دوست کے ذریعہ سے موصول ہوا جسمیں رفتہ رفتہ میری نگاہ اوس مضمون پر بھی پہونچی جسکی سرخی مناظرۂ امروہہ کے نام سے تحریر ہے۔ چونکہ یہ مناظرہ تمامتر مجھسے متعلق تھا اسلئے نتیجہ مرتب کرنے کو کہ لایق نامہ نگار نے کہانتک منصف مزاجی اور کس حدتک مختارانہ پالیسی سے کام لیا ہے مینے اوسے از اول تا آخر بخوبی غور کے ساتھ دیکھا مگر افسوس کہ ذو علم نامہ نگار نے خلاف امید معاملہ کی اصلی حالت اور واجبیت پر خود رائی اور نا انصافی کا ایسا پردہ ڈالا ہے جو مخصوص واقف حال بزرگوار کے علاوہ دیگر نادیدہ ناظرین کو ضرور ایک حدتک حیرت زدہ بنا سکتا ہے مگر تاہم مہذب اور انصاف پسند بزرگوار ہمارے مہربان مخاطب کی طرز تحریر کو ملاحظہ فرماکر غالباً اسقدر تو ضرور کہدینگے کہ اظہار خیالات کا انداز جسقدر غیر مہذبانہ ہے اوسیقدر ندامی ہے اور جب ایسا ہے تو یہ کلیہ بخوبی محفوظ رہ سکتا ہے کہ تعلیم سے ابدی برکتیں حاصل کرنیوالے پاک نفوس اپنی ہر ایک نقل و حرکت میں تہذیب الاخلاق کے مسلمہ مسئلہ کو پیش نگاہ رکھتے ہیں ورنہ مہذب سوسائٹی میں اونپر مکمل تعلیم یافتہ ہونے کا پورا اطلاق نہیں ہوسکتا اور جب ایسا ہے تو اونسے خلاف واقعہ اظہار سرزد ہونا بالکل ممکن ہے جیسا کہ مخاطب دوست کی تحریر سے بخوبی ظاہر ہے جسمیں چوتھے جلسہ کی روئداد اور اوسکے مقاصد کو کسی فی الذہن مصلحت کی آڑ میں چھپا کر باقی ہر ایک جلسکے واقعی نتائج کو جو غلبہ اور مغلوبیت سے متعلق تھے معکوس طریقہ سے ظاہر کیا ہے اور جسکی وجہ سے ضرورت ہے کہ میں تصویر کے دونوں رخ ناظرین باتمکین کی عالی خدمات میں پیش کروں تاکہ نتیجہ مرتب کرتے وقت اونکا انصاف مناسب پہلو اختیار کرسکے اور یہ بہر کہ ذو علم مخاطب کو ان تحریرات میں جو کلام ہو یا اپنے

اپنے دعوی کی سچائی میں کامل اعتماد ہو تو اوسے بذریعۂ اشاعت روشنی میں لاویں۔ اگر نامہ نگار مذکور اپنی صرف اس راستی پر غور کرتے کہ بجائے مجیب بندہ سید مجتبیٰ ہے والد بزرگوار جناب مولوی سید مصطفےٰ صاحب دام ظلہ تعالی کا نام لکھا حالانکہ بوجہ کبرسنی وضعف پیری اور نیز بوجہ فقدان بصارت معمولی نقل وحرکت کے بھی قابل نہیں۔ تو اونکا ضمیر ضرور ایسے کذب وافترا پر ملامت کرتا مگر کاذبین و غادرین کی پیروی نے اونکو ایسا مجبور کیا ہے کہ نہ صرف جناب والد ماجد دام ظلہ کی طرف نسبت مناظرہ کرنے میں اوسنے کذب وافترا سے کام لیا بلکہ مجتہد کا خطاب دیکر اور بھی مصداق آیہ معلوم ہے کیونکہ نہ خود جناب ممدوح کو دعوی اجتہاد ہے نہ آجتک کسینے اونکو مجتہد کہا یا سمجھا۔ اب آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جو نامہ نگار ایسا ایماندار ہوگا وہ کہانتک راست گفتار ہو سکتا ہے۔ اب اصل مناظرہ کی حالت ملاحظہ ہو۔

تمہید مناظرہ

سید مجتبیٰ - یہ جلسہ صرف آپکے شوق اور علمی مذاق کی بناپر ہوتا ہے جو باہمی قرابتوںکی وجہ سے محض آپکی اور ہماری ذات تک محدود ہے ورنہ بمقابل دیگر اہلسنت کے ہم ہرگز تحریری وتقریری مناظرہ کرنیوالے نہیں ہیں اگر آپ اپنے قول کے موافق اسی حدتک علمی بحث رکھیں تو بسم اللہ گفتگو شروع کیجاوے ورنہ مکابرہ کرنا کسیطرح ہمکو منظور نہیں ہے۔

مولوی عبدالرؤف - یہ کیا خیال ہے میں تو اس باہمی بحث کو مذہبی مناظرہ ہی نہیں جانتا ہوں بلکہ بنظر تحقیق حق اوسکو علمی مذاکرہ کہتا ہوں۔

مولوی عبدالرؤف مدعی

سید مجتبیٰ مجیب

دعوی اثبات ایمان اصحاب ثلثہ

مدعی اللہ تعالی فرماتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّاۗءُ

عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہیں جو لوگ آپکے ساتھ ہیں بہت ہی سختی کرنیوالے ہیں کفار پر اور آپس میں رحمدل و مثل شیر و شکر (ایک دوسرے سے محبت کرتے) اسلئے اس آیہ کریمہ بشارت عظمیٰ سے اصحاب ثلثہ کا ایمان ثابت ہی اسلئے کہ اصحاب ثلثہ ہمیشہ آنحضرت کے ساتھ تھے علاوہ اسکے یہ بھی ہے مثلا صدیق اکبر کا غار میں ساتھ ہونا۔

مجیب اس آیہ کریمہ میں اون لوگونکی معیت مذکور ہے جو اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تھے اور اصحاب ثلثہ آنحضرت کے ساتھ کسی جنگ میں اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ نہیں ہوئے بلکہ قصد احراق بیت فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا اور تذہ و کوب عمار یاسر وابن مسعود و اخراج بلد ابوذر سے رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کے خلاف اونکا اَشِدَّاءُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ہونا آپکے یہاں کی کتابوں سے بخوبی ثابت ہے۔ محض معیت سے مومن صادق اور اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ نہیں ہو سکتے اسلئے کہ مولفۃ القلوب کا بھی آنحضرت کی معیت میں ہونا ایک یقینی امر ہے۔ ایمان کی دلیل اور اشدیت کا سبب محض معیت کسطرح ہو سکتی ہی اگر آپ اصحاب ثلثہ کی بانفسہم اشدیت علی الکفار ثابت کیجیے اوسکے بعد انکو اس آیہ کریمہ کا مصداق بنانے کا حوصلہ فرمائیے۔

مدعی میرا یہ دعوی نہیں ہی بلکہ یہ کہتا ہوں کہ منافق آپکے ساتھ نہیں رہ سکتا اور نہ وہ اس بشارت کا مصداق ہو سکتا ہی اصحاب ثلثہ آپکے ساتھ موجود رہتے تھے اسلئے منافق نہیں تھے

مجیب اسکی کیا دلیل ہے کہ منافق آنحضرت کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔

مدعی اسکے ثبوت میں ایک آیت پیش کرتا ہوں وہ یہ ہے لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ترجمہ اگر منافق باز نہ آئے اور جن لوگونکے دلمیں روگ ہی اور بدخبریں اوڑانیوالے مدینہ میں البتہ ہم تمکو انکا دینگے پیچھے (ای بعنی) اور پھر یہ تیرے پڑوسی

رہیں گے مگر تہوڑی سی مدت پہٹکارے ہوئے جہاں پکڑے جاویں مارے جاوینگے

مجیب اس آیت سے کیا بات ثابت ہوئی منافقین کی عدم معیت یا اونکی عدم مجاورت اگر عدم معیت ثابت کرتے ہو تو اوسکا اس آیت میں کہیں ذکر نہیں اور اگر عدم مجاورت ثابت کرتے ہو تو بحث معیت میں ہے نہ مجاورت و عدم مجاورت میں۔ ہیں ہی آسمان کہنا کیسا

مدعی لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْهَا اور نیز اَیْنَمَا ثُقِفُوْا الخ سے صاف ظاہر ہے کہ منافقین مدینہ میں نہیں رہ سکتے اور جبکہ مدینہ میں نہیں رہ سکتے تو اہل بشارت وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ کے مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں اسکے مصداق وہی ہیں جو مدینہ میں سکونت پذیر تھے اونہیں پر وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اطلاق ہو سکتا ہے۔

مجیب اس تقریر سے یہ لازم آتا ہے کہ بعد نزول آیۂ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنَافِقُوْنَ جو لوگ مدینہ میں سکونت پذیر تھے وہ سب اہل بشارت وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ کے مصداق ہو جائیں قبل اسکے کہ میں آپ سے لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ اور اوسکے منتہی عنہ میں بحث کروں یہ دریافت کرتا ہوں کہ آیت میں بنا بر قاعدہ نحو کیا یجاورین کی ضمیر سے قَلِیْلًا مستثنی نہیں واقع ہوا۔

مدعی لَا یُجَاوِرُوْنَکَ فِیْهَا اِلَّا قَلِیْلًا کے معنی جیسے ترجمۂ آیت میں ظاہر کردہ ہیں کہ وہ منافقین تیرے پڑوسی نہیں رہیں گے مگر تہوڑی سی مدت اِلَّا قَلِیْلًا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ تہوڑے لوگ باقی رہیں گے۔

مجیب یُجَاوِرُوْنَ کی ضمیر فاعل سے قَلِیْلًا مستثنی کیوں نہیں ہو سکتا اور مستثنی یعنی زمانہ مقدر ماننے کی کیا وجہ ہے۔

مدعی ہم اسوقت قاعدۂ نحو سے بحث نہیں کرتے اوس سے قطع نظر کرکے آپ ہی کی تفسیر سے ثابت کئے دیتے ہیں تفسیر صافی دیکھیے کہ قَلِیْلًا کے معنی زمانًا او جوارًا مرقوم ہیں۔

مجیب اگر تفسیر صافی میں یہ معنی تحریر ہیں تو آپکے یہاں کی تفسیر کشاف میں اِلَّا قَلِیْلًا کی تفسیر اِلَّا اقلاء اذلاء بھی ہے اسلئے آپکی حجت قابل تسلیم نہیں۔

مدعی دیکھو نکر کچھ تامل کے بعد نماز عشا میں تاخیر ہوتی ہو نماز پڑھ لی جائے۔

مجیب بہت اچھا تو جلسہ ملتوی کیجئے رات بھی زیادہ آئی۔

دوسرا جلسہ بمکان مدعی

مدعی ہاں جناب زَمَانًا اَوْ جِوَارًا قَلِيلًا کا شافی جواب عنایت کیجئے اور تفسیر کشاف کی نسبت ہمارا جواب بس اسقدر کافی ہو کہ یہ معتزلی کی تفسیر ہے اور معارضہ کا جواب اسلئے تسلیم نہیں ہو کہ یہ مناظرہ بغرض تحقیق حق علمی مذاق کے اعتبار سے ہو

مجیب صاحب صافی کا لفظ قَلِيلًا کو بتفسیر زَمَانًا يَا جِوَارًا مستثنیٰ قرار دینا اسکی یعنی آیہ اور مصداق ایذا دہندگان وبدگویان کی بنا پر ہو یعنی ایذا دہندگان وبدگویان مدینہ میں رہیں گے مگر تھوڑے عرصہ یا تھوڑی مجاورت اور یہ ظاہر ہے کہ مجاورت کی قلت مجاورین کی قلت تعداد سے ثابت ہوتی ہو تو یہی معنی ہوئے کہ مجاور رہینگے مگر تھوڑے لوگ اور اسی طرح زمانہ کے لحاظ سے بھی اور صاحب صافی نے امر منتہی عنہ نفاق کو قرار نہیں دیا جو آپکا استدلال ہمپر حجت ہو۔ اور تفسیر کشاف ہر چند معتزلی کی ہے اصول و قواعد عربیہ میں بالاتفاق معتبر ہے اور کل صحابہ کی تعظیم کا مسئلہ عقائد معتزلہ میں اصول مذہب اہلسنت کے موافق ہو لہذا آپ پر تفسیر کشاف ضرور حجت ہے آپکا مدعا باستدلال تفسیر صافی اوسیوقت ثابت ہوسکتا تھا کہ امر منتہی عنہ نفاق ہوتا یہاں تو بلحاظ آیہ ماسبق ایذای مومنین ومومنات امر منتہی عنہ (دیکھو تفسیر حقانی)

مدعی میرے نزدیک اس آیت سے مدعا ہمارا بخوبی واضح ہو کیونکہ جسقدر تفاسیر میں نے اپنے مذہب کی دیکھی ہیں سب میں عَنِ النِّفَاقِ ہی صلہ نکالا ہے دیکھئے معالم التنزیل ومدارک التنزیل وغیرہ سب میرے کلام کی تائید کر رہے ہیں اب رہی تفسیر حقانی وہ میرے ہرگز مخالف نہیں ہو کیونکہ اونسے یہ التزام کیا ہو کہ صرف ربط کلام بتلاتا جاتا ہو اور یہ ہمارے بیان کی تفسیر مختصر ہے مگر از روئے قواعد صرف و نحو دیکھا جائے کہ عَنِ النِّفَاقِ کی صورت میں کیا خرابی لازم آتی ہو اور کونسا فساد معنے میں پیدا ہوتا ہے۔

مجیب آپکو اپنے مذہب کی تفاسیر سے استدلال کرنا استشہادا بن آدمی مذہب سے کم نہیں جو مناظرہ کے داب وآداب سے بالکل باہر ہے اور تفسیر رحمانی مختصر ہو یا مطول آپ پر حجت ہے خصوصاً جبکہ اونکو ربط کلام تبلانیوالا فرماتے ہیں تو ضرور ہے کہ غیر مربوط کلام کو بے معنی تسلیم کرنا پڑے اور جب ایسا ہو تو آپ کو مربوط کلام ضرور ماننا پڑیگا جو مطلوبنا و علیکم محجتنا۔ افسوس کہ آپنے نفس نفاق کے امر نہی عنہ ہونے میں فساد معنی پر غور نہیں ورنہ یہی نفاق آپکے دل میں ہی نہ آتا۔

مدعی اچھا تو آپ اس صلہ عن النفاق کی خرابی بیان فرمائے جسکو اکابر اہل علم و اصحاب تفسیر نے ادراک نہیں کیا۔

مجیب آپ اول اپنے دعوی کو ثابت کر دیجیے کہ امر نہی عنہ نفس نفاق قائم کرنیکی کیا دلیل قوی یا ضعیف ہے اہی تو دعوی ہی دعوی ہے اوسمیں خرابی کا بیان کرنا ثبوت دعوی کے بعد ہوگا۔ آپکے مفسرین نے جو عَنِ النِّفَاقِ صلہ بتلایا ہے اوسکی توجیہ اور بیان اوسکی تخصیص کے ذمہ دار آپ ہی ہیں۔

مدعی اچھا آپ اسکے مدعی ہیں کہ اسکا صلہ ابتدای مومنین و مومنات ہے پہلے آپ ہی اسکو ثابت کر دیجیے۔

مجیب اسکے ثبوت میں چند آیتیں پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہے کہ ہر جگہ امر منہی عنہ ما قبل مذکور ہوا ہے اور ایک آیت میں جو امر نہی عنہ سابق میں مذکور نہیں ہے وہ لفظ عن کے بعد اوسی آیت میں مذکور ہوا ہے جس آیت میں بحث ہے اوسکے ماقبل بھی پیشکردہ آیات یہ ہیں قَالَ أَرَاغِبٌ أَنْتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ الخ اسمیں رغبت عن الآلہہ امر منہی عنہ لئن لم تنتہ کے ماقبل مذکور ہے۔ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ اسمیں امر منہی عنہ انذار ہے جو آیہ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ میں قبل واقع ہے۔ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ اسمیں امر منہی عنہ زجر و ہدایت ہے جو قولہ تعالی أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ الی قولہ قَوْمٌ عَادُونَ

سے واضح ہے وَلَانْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ جسمیں امر منہی عنہ کید ہی جو سابق
کی آیت وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكَافِرِيْنَ سے ظاہر ہے اور وہ آیت جسمیں
امر منہی عنہ عین کے ساتھ مذکور ہے یہہ ہے وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ
لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ان آیات سے ثابت ہے کہ
امر منہی عنہ نفس نفاق نہیں ہے۔

مدعی آب نماز مغرب کا وقت آگیا اسکا جواب آیندہ جلسہ میں دیا جائیگا۔

مجیب بہتر مگر جلسہ ہمارے مکان پر ہونا چاہیئے۔

تیسرا جلسہ مکان کہف الحاج سید مقبول احمد صاحب

مجیب ہاں جناب پیشکردہ آیات کے بعد اب کیا کلام باقی ہے۔

مدعی آپ کو سیاق کلام پر بہت بھروسہ ہے کہ سیاق کلام کی وجہ سے ہم اس صلہ کے نکالنے
میں مجبور ہیں تو ہم ایسی مثال پیش کرتے ہیں کہ سیاق وسباق دونو ہمارے کلام کی تائید
کریں اور آپ اوسکے معنی لینے میں یہہ راستہ اختیار نہ کریں۔ دیکھو آیہ تطہیر کہ سیاق
وسباق اوسکا صاف بتلا رہا ہے کہ ازواج نبی مراد ہوں لیکن آپ سیاق وسباق
چھوڑکر اوس سے پنجتن ہی مراد لیتے ہیں۔

مجیب آپ مطلب سے دور پہونچ گئے یہہ بحث کہ آیہ تطہیر کسکی شان میں ہے ایک جداگانہ امر ہے
جو اس مقام پر سراسر بے محل ہے مگر اوسکے سیاق وسباق سے جو آپ ازواج ہی مراد
لینا چاہتے ہیں یہہ آپکا خیال محض غلط ہے اسلئے کہ اس آیت میں ضمیر جمع مذکر دو جگہ
واقع ہے اور اوسکی ماقبل آیات میں جہاں سے لفظ نساء النبی کی جانب خطاب ہوا ہے جمع
مؤنث کی لفظیں اور ضمیریں آئی ہیں بلکہ مابعد کی آیت میں بھی اوسیطرح جمع مؤنث
کا صیغہ اور ضمیر ہے جس سے ثابت ہوا کہ آیہ تطہیر کو ماقبل و مابعد سے کچھ تعلق نہیں
بس بلحاظ سیاق وسباق ازواج ہی مراد ہونا باطل ہے مگر جو شخص مذکر و مؤنث کی
ضمائر میں تمیز نہ کر سکے وہی سیاق کی رو سے بلحاظ کثرت دلالت کے ازواج ہی کہیگا

مذکر سے مراد لے سکتا ہے۔ یہہ تمثیل آپکی بے محل اور قیاس مع الفارق ہے۔

مدعی سیاق یہہ نہیں جو آپنے بیان کیا بلکہ تفسیر مفسرین میں جو مرقوم ہے وہی سیاق کی موافق ہے اور اس آیت میں وعید منافقون کے واسطے ہے اور صلہ مذکور نہیں لہذا نفاق ہی صلہ ہوسکتا ہے۔ ہمارے مفسرین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

مجیب آیہ شریفہ میں تین گروہ منافقون۔ فی قلوبہم مرض۔ اور مرجفون مذکور ہیں اور سباق آیہ اسپر ناطق ہے کہ امر منہی عنہ ماقبل مذکور ہے پھر نفاق کی کیا خصوصیت

مدعی مریضان قلب اور اصحاب رجف بھی نوع منافقین سے ہیں لہذا نفاق ہی صلہ ہے کہ یہہ ہر سہ گروہ کا جامع ہے اور ہم آپکی خاطر سے ایذای مومنین و مومنات کو بھی شامل کئے لیتے ہیں تو بھی ہمارا مدعا ثابت ہے کیونکہ یہہ بھی منافقین کا کام ہے

مجیب اجی حضرت تمام مذموم صفتیں یہاں امر منہی عنہ فرض کر لیجیے اگر نفس نفاق امر منہی عنہ ہوتے میں جو خرابی ظاہر ہے نہیں معلوم اوسے کیوں نہیں محسوس کرتے

مدعی میں تو بار بار اوس خرابی کا خواستگار ہوتا ہوں نہیں معلوم کہ آپ کسلئے بیان نہیں کرتے جسکے باعث بحث ناتمام چلی جاتی ہے۔

مجیب اس آیہ میں طائفہ ثلثہ منافقون۔ والذین فی قلوبہم۔ اور مرجفون مذکور ہیں اور ان تینون کے باز نہ آنے پر گرفتاری و قتل شدید کا حکم صادر ہوا ہے پس اگر امر منہی عنہ نفس نفاق اور ضعف ایمان (جو ایک امر مکتوم فی القلب ہے) آپکے خیال کے موافق مانا جائے تو کلام الہی میں معاذاللہ کذب لازم آئیگا کیونکہ سورۂ احزاب حسب بیان مفسرین پہلے نازل ہوا ہے بعد اوسکے سورۂ ممتحنہ پھر سورۂ نساء اسی طرح علی الترتیب بارہ سورہ نازل ہوکر سورۂ منافقون کا نزول ہوا ہے کما فی تفسیر الاتقان پس وجود منافقین پر شاہد عادل اور بینہ کامل ہے۔ اور سورۂ برات میں منافقین متخلفین جنگ تبوک کا ذکر جا بجا جس میں آیا ہے جسکی تفاسیر فریقین شاہد ہیں اور یہہ سفر سنہ ۹ ہجری میں پیش آیا تھا جس میں عبداللہ بن سلول مع گروہ منافقین آنحضرت کے ہمراہ تھا (کما فی مدارج النبوۃ) اور یہہ بات بھی تفاسیر سے ثابت

ہیکہ سورۂ توبہ کے بعد کوئی سورۂ نازل نہیں ہوا پس اس مدت تک ہجوم منافقین کو کسکے دامن حمایت میں چھپایا جائیگا بجز اسکے کہ اس تحریف معنوی یا کلام الہی کی تکذیب کا بار سر پر رکہا جائے یا ان کے وجود کو جو ایک بہیر و بنگاہ کی شکل تہا عدم سے تعبیر کیا جائے دوسرے یہہ کہ ارشاد خلافت مآب حضرت عمر بن خطاب کی تکذیب لازم آئیگی جو کنز العمال اور مغنی اور مدارج النبوۃ میں درحال وفات سرور کائنات علیہ وآلہ الصلوات اسطرح مذکور ہے کہ خلیفۂ دوم نے (جنکی مدح میں کہا جاتا ہے کان رایہ موافقا للوحی والکتاب) فرمایا لن یموت رسول اللہ حتی یفنی المنافقون جس سے ظاہر ہوا کہ وقت وفات سرور کائنات مدینہ میں منافق موجود تھے تو اسوقت سے قبل کونسا ایسا امر ظہور میں آیا جس نے منافقین کو بالکل نیست و نابود کر دیا اور وقت وفات سرور کائنات کہاں سے پیدا ہو گئے پس انکا وجود بعد نزول آیہ قبل وفات و بعد وفات آنحضرت تمام اوقات میں ایک ثابث و واقعی امر ہے اسکے خلاف کسی آیت کے معنی فرض و اختراع کر لینا امر واقعی کی تکذیب نہیں کر سکتا بجز اسکے مفروضی و اختراعی معنی ہی گریز کرنا لازم ہوگا تا کہ خدا کے کلام میں کذب لازم نہ آئے۔

مدعی یہہ سب وجوہ آپ کی دور از کار ہیں ہمکو تسلیم نہیں ہمارے ایمان کا مدار قرآن و حدیث پیغمبر پر ہے اور خلیفۂ دوم کا ارشاد محتاج ثبوت ہے بلا دیکہے کتب محولہ جواب نہیں دیا جا سکتا ہم تو یہی جانتے ہیں کہ یہاں پر مردوا علی النفاق ہی اور یہی ہماری تفاسیر میں لکہا ہے۔

مجیب آپ نے خوب انصاف کیا جو بلا دلیل اور بغیر وجہ موجہ کہدیا کہ ہمکو تسلیم نہیں بہت اچھا بہت خوب آپ دواب مناظرہ سے بخوبی ماہر اور پورے واقف نکلے پہر یہہ بحث کس لئے کیجائے ایسی صورت میں نتیجہ کسی طرح رونما نہیں ہو سکتا۔

مدعی آپ دلتنگ نہو جئے آئندہ جلسہ میں تسلیم نہونیکی وجہ بیان کی جائیگی اب جلسہ کو طول بہی ہو گیا ہے مگر جلسہ ہمارے مکان پر ہونا چاہئے۔

مجیب بہت خوب۔

چوتھا جلسہ بمکان مدعی

مجیب — ہاں جناب فرمائیے جو وجوہ گذشتہ جلسہ میں وجود منافقین کی بابت ہمنے پیش کی تہیں آپ کو تسلیم ہیں یا نہیں۔

مدعی — ابھی کتب مذکورہ دیکھنے کی نوبت نہیں آئی مگر سیاق آیت کے بابت جو آیات آپنے پیش کی تہیں اونکے خلاف ایک آیت میں پیش کرتا ہوں وہ یہہ ہے کَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ اسمیں لَمْ يَنْتَهِ کا صلہ کفر ہے جو سابق میں مذکور نہیں (دیکھیے تفسیر صافی)۔

مجیب — (تفسیر صافی دیکھکر) اسمیں تو عَمَّا هُوَ فِيهِ لکہا ہے یہہ صلہ ہمارے موافق ہے جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ اگر ابوجہل نہی عَنِ الصَّلوٰة سے باز نہ آئیگا تو ہم اوسکو ضرور پکڑ کے گھسیٹینگے پیشانی کی بالوں سے (دیکھیے تفسیر بیضاوی) جس سے واضح ہے کہ امر منتہی عنہ نہی عَنِ الصلوٰة ہے اور وہ سابق میں مذکور ہے۔ اگر صلہ کفر ہوتا بقول آپکے تو کیا کفر سے ابوجہل تادم مرگ باز آگیا اگر آپکے نزدیک مومن ہوگیا ہو تو ثابت کیجیے اور اگر باز نہیں آیا تو لَنَسْفَعًا کی وعید کا دنیا میں مستوجب کیوں نہیں ہوا پس ثابت ہوا کہ اس آیت میں امر منتہی عنہ کفر نہیں ہے بلکہ نہی عَنِ الصَّلوٰة ہے اسیطرح جس آیت میں بحث ہے اوسمیں بھی امر منتہی عنہ نفس نفاق نہیں ہو سکتا اور یہہ امر کچھہ صرف تفسیر حقانی سے ثابت نہیں جسکے جواب میں آپنے مختصر تفسیر اوسکو کہا تہا بلکہ تفسیر درّ منثور جو ایک بڑی تفسیر ہے جسمیں اکابر مفسرین کے اقوال درج ہیں اوس سے بھی یہی ثابت ہے دیکھو صفحہ ۲۲۳۔ قَالَ مُجَاهِدٌ او اکثر من ذلك اعصوا ان اظہروا فَعَلَكُوهَا عَلٰى نَفْسِهَا جس سے معلوم ہوا کہ وہ ایذای اناث تہا یا جبر ہے اور جس مفسر نے صلہ عن النفاق بیان کیا ہے اوسے بھی بلحاظ اسکے کہ نفس نفاق صلہ ہو نہیں سکتا اظہار نفاق کو امر منتہی عنہ قرار دیا ہے نہ کہ نفس نفاق دیکھو صفحہ ۲۲۳ جلد ۵ قوله تعالى لئن لم ينته المنافقون اخرج عبد الرزاق وابن المنذر عن قتادة رض قال ان ناسا من المنافقين

اراد وا ان یظهروا نفاقهم فنزلت فیهم یعنی عبدالرزاق و ابن منذر نے قتادہ سے روایت کی ہے کہ کچھ لوگوں نے منافقین سے ارادہ کیا کہ ظاہر کریں اپنے نفاق کو اونکے بارہ میں یہ آیہ نازل ہوا۔ اور قتادہ کی دوسری روایت میں ان المنافقین ارادوا ان یظهروا ما فی قلوبهم من النفاق فاوعدهم اللہ بهذه الآیة فکتموا ذلک واسروه کہ منافقین نے ارادہ کیا کہ ظاہر کریں اوسے جو اونکے دلوں میں تھا نفاق سے پس خدا نے اس آیہ سے اونکو خوف دلایا ہے جس سے اونہوں نے پوشیدہ کیا اپنے نفاق کو اور نہ ظاہر ہونے دیا۔ اس سے ثابت و متحقق ہوا کہ اظہار نفاق سے باز آنا وجود منافقین کا منافی نہیں تو وجود منافقین کی نفی اس آیت سے کسی طرح نہیں ہوئی بلکہ یہ ثابت ہے کہ منافقین مدینہ میں باقی رہے اب تو آپ کو کچھ شک و شبہہ بقای منافقین میں باقی نرہا ہیں کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ منافق آنحضرت کے ساتھ رہ نہیں سکتا۔ اور جب منافقین کی معیت با آنحضرت بعد نزول آیہ لئن لم ینتہ اللہ بھی ثابت ہے تو اصحاب ثلثہ کے ایمان پر استدلال محض باطل خیال ہے تا وقتیکہ اونکو اشداء علی الکفار رحماء بینہم نہ ثابت کر لیا جاوے۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ کس مذہب کی صفائی اور قلع و قمع ہو گیا زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔

صحبت تمام

سید مجتبیٰ

سائنس اور اسلام

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ فرقہ اسکا قایل ہے کہ روح جسم کا ایک ایسا حصہ ہے کہ بلا اسکے وہ قایم نہیں رہ سکتا مثلاً جز کا وجود بلا کل کے محال ہو جاتا ہے جو جسم کا جز ہے کبھی وجود میں نہیں رہ سکتا اگر جسم فنا ہو جائے یا یوں خیال کیا جاوے کہ کرن جو روشنی کا جز ہے روشنی کی نیستی کی بعد بقا میں نہیں رہ سکتی ضرور ہے کہ فنا ہو جائے۔ اسیطرح جب جسم فنا ہو جاوے تو روح بھی فنا ہو جاتی ہے۔ لیکن اس فرقہ کی غلط فہمی اظہر من الشمس ہے

روح کو مادی شی قرار دینا ایک صریح غلطی ہو افسوس کہ اس بحث کی گنجائش یہاں نہیں ہم آگے چلکر اس نکتہ کی طرف اشارہ کرینگے متکلمین اور تمام اہل اسلام کے نزدیک خدا اسی جسم کو پھر پیدا کریگا اور نئے سرے سے روح پھونکیگا افلاطون اور اکثر ارباب طریقت کا یہہ مسئلہ ہے کہ روح وہ شی لطیف ہے جسکے ذریعہ سے انسان سے مختلف حرکات ظاہر ہوتی ہیں گویا یہہ جسم میں ایک محرک ہے اور جسم اسکا آلہ ہے جب آلہ فنا ہو جاتا ہے تو اس سے کام نہیں ہوتا لیکن اس محرک پر کوئی اثر نہیں ہوتا یہہ خیال بھی اس قدر بھدا ہے کہ اصل راز سے یہہ بھی آگاہ نہیں ہوتی گو صداقت کی جھلک ضرور نظر آتی ہو اس مسئلہ پر امام فخر رازی نے بھی بڑی طبع آزمائی کی ہو اور بیشتر دلائل جو ثبوت میں پیش کئے ایسے دلچسپ ہیں کہ گھنٹوں غشی کے لئے کافی ہیں

یہاں تک حکماء یونان کے کارنامے بیان ہوئے ہیں اور انکی اجمالی صورت پیش کردی گئی ہے جس پر ناظرین کو خود غور کرنے کا کافی موقع ہے ۔

متکلمین کا مذہب اصل مذہب ہے لیکن اس میں تشریح کی ضرورت ہے فرقہ کا مسلک بذات خود نہایت درست ہے لیکن روح کی حقیقت کا بالکل پتہ نہیں چلتا ۔ روح کے اصلی راز کی حقیقت تو نہ معلوم تھی اور نہ آج تک کسی نے کوئی جدت کی البتہ زمانہ دراز سے علما میں ایسی ہی خانہ جنگی چلی آتی ہو جسکا نتیجہ صرف اسیقدر ہوا ہے کہ بیسیوں کتب خانہ ان مباحثات سے پر ہیں اور علمی میدان کے ہیرو قرار دئے گئے ہیں حقیقت یہہ ہے کہ روح کے وجود میں جو لوگ ابتک عقلی دلیل دیتے آئے ہیں محسوسات میں داخل کرنے کے کوشاں رہے وہ ایسی ہی ہے کہ جیسے سابق زمانہ کے چند فرقوں میں اس پر برسوں نزاع رہی کہ خدا کیسا ہے ؟ اسکے کیا اوصاف ہیں ؟ وغیرہ وغیرہ یعنی یہہ لوگ اسکے وجود کا ادراک قوت انسانی سے کرنا چاہتے تھے جو بالکل محال ہے مولانا روم کا بھی یہی مسلک ہے اور اسی سلسلہ میں انکی ایک نہایت لطیف حکایت ذیل میں نقل کیجاتی ہے ۔ ایک مرتبہ ایک چوپاہا

بیٹھا ہوا خدا سے مخاطب کہہ رہا تھا کہ ای خدا تو کہاں ہے تو مجھکو ملتا تو میں تیرے
بالوں میں کنگھی کرتا تیرے کپڑوں سے جوئیں نکالتا۔ تجھکو نہایت عمدہ عمدہ کہانے کہلاتا
اور تیری ہر طرح کی خدمت کرتا۔ اتفاقاً اسی اثنا میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ادہر
گذر ہوا تو اونہوں نے چرواہے کو یوں ہم کلام پایا۔ آپ کو بہت غصہ آیا اور اوسکو
سزا دینی چاہی وہ بیچارہ بہاگ نکلا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی۔

وحی آمد سوے موسیٰ از خدا | بندہ ما را چرا کردی جدا
تو برای وصل کردن آمدی | یا برای فصل کردن آمدی
ہر کسے را سیرتے بنہادہ ایم | ہر کسے را اصطلاحی دادہ ایم
در حق او مدح و در حق تو ذم | در حق او شہد و در حق تو سم
ما بروں را ننگریم و قال را | ما دروں را بنگریم و حال را
موسیا آداب دانان دیگر اند | سوختہ جان و روانان دیگر اند
در دروں کعبہ رسم قبلہ نیست | چہ غم از غواص را پا چیلہ نیست
عاشقاں را ہر زمانے عشر نیست | بر دہ ویران خراج و عشر نیست
خون شہیداں را ز آب اولیٰ تر است | این گناہ از صد ثواب اولیٰ تر است
ملت عشق از ہمہ ملت جدا است | عاشقان را ملت و مذہب خدا است

غرض اس سے یہہ ہے کہ جو کچھ چرواہا خدا کے نسبت کہہ رہا تھا ویسا ہی سب کی حالت ہے
اور بعینہٖ یہی حالت اونلوگوں کی ہے جو روح کو محسوسات میں شمار کرتے ہیں اور اس پر
دلیل عقلی لاتے ہیں عالم موجودات پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اسمیں دو طرح کی اشیا ہیں
ایک تو مادہ اور دوسرے جمادات مادہ کی مثالیں نباتات۔ مثلاً لکڑی۔ کہیرہ۔ خربزہ
وغیرہ۔ اور جمادات مثلاً کنکر پتھر۔ لوہا۔ اور پیتل وغیرہ۔ اور ہر شی ذی روح دو چیزوں
سے مرکب ہے۔ انسان مادہ اور قوت یا روح کا مجموعہ ہے جسم اسکا مادہ ہے اور روح
اوسکی قوت ہے۔ بکری۔ گہوڑا۔ اونٹ۔ ہاتھی وغیرہ وغیرہ۔ جمیع حیوانات مادہ
اور قوت سے مرکب ہیں اور بس۔ لیکن اب یہاں یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیر ذی روح

مثلاً لوہا لکڑی تانبا وغیرہ وغیرہ کن کن اشیاء کے مرکب ہیں اس شبہہ کا جواب ہم یہ دینگے کہ یہ بھی صرف اسی مجموعہ کا نام ہے یعنے مادّہ اور قوت - ایک اشکال اب یہ پیدا ہوتا ہے کہ پتھر کو ہم مادّہ تو مان لیتے ہیں لیکن اس میں قوت کے کیا معنی ؟ میرا یہ دعوی ہے کہ اس میں بھی قوت یا روح موجود ہے اور یہی ہمارا مسئلہ ثبوت طلب ہے جو ہمارے اس تحریر کا ماخذ ہوگا اب آیا مادّہ اور قوت فنا ہو کر نیست و نابود ہو جاتے ہیں یا نہیں جیسا کہ ہمارے بیشتر علما اب بھی قایل ہیں کہ فنا ہونیکے بعد ہر شی نیست و نابود ہو جاتی ہے ہم اس پر مفصل بحث نہیں کر سکتے اسلئے کہ یہ ہمارے مطلب سے کوئی سروکار نہیں رکھتا اس قدر لکھنا کافی ہے کہ مادّہ اور قوت - لغوی معنی میں فنا ہو سکتی ہیں لیکن اس میں سے کوئی نیست و نابود نہیں ہوتی بلکہ ایک دوسری شکل اختیار کر لیتی ہے - اور یہی مسئلہ معاد ہے جس پر تفصیلی بحث جدید سائنس کی روشنی میں انشاء اللہ آیندہ موقعہ پر کرونگا - لفظ قوت کی کسیقدر شرح اسوقت لازم ہے - قوت خداوند عالم کا وہ عطیہ ہے کہ جس سے اس نے کسی کو محروم نہیں رکھا ہے اور جس کا وجود کسی شی میں ادراک کا ذریعہ ہوتا ہے اور اسی کا نام روح ہے -

(باقی آیندہ)

معدوم ہستی نما سید محمد نونہروی الحسینی از بارہ بنکی

فساد محرم

اس سال کا فساد محرم نہ صرف اسوجہ سے قابل غور ہے کہ ایسے پر امن زمانہ میں یہ واقعہ پیش آئے جس سے ہر دیکھنے اور سننے والے کا دل ہل جائے - بلکہ اسوجہ سے بھی نہایت عبرت انگیز ہے کہ جب ہر طرف ہندوؤں نے بائیکاٹ اور سودیشی تحریک سے ایک طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا مسلمانوں سے ایسی حرکت سرزد ہوئی جس سے گورنمنٹ کا اعتبار رعایای ہند پر کم ہو جائے -

حق یہ ہے کہ ہندوؤں کی یہ جرأت صرف اسوجہ سے ہوئی کہ اونکی تعداد سب سے زیادہ ہے اور ان میں جاہل گنوار زیادہ ہیں جو اونکی اشتعال سے بھڑک سکتے ہیں - یہی حالت بعینہ سنیوں کی ہے جنکی تعداد ہندوؤں کے بعد ہندوستان میں سب سے زیادہ ہے اور اسیقدر جاہل گنوار حرفہ ور اشخاص اس فرقہ میں بہ نسبت کسی دوسرے فرقہ

میں ہو۔

ہندوؤں کا خون تو ایک عرصہ سے ٹھنڈا ہو چکا تھا کیونکہ اونکی محکومیت اور غلامی کو اتنا عرصہ گذرا کہ بجز تواریخ کوئی نشان اونکو نہیں ملتا۔ بخلاف سنیوں کے جنکی محکومیت کو ابھی ایک صدی بھی نہیں ہوئی لہذا انکا مادۂ انتقام آج نہیں مٹا تھا سے موخرالذکر وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کو تکلیف دیتے رہے۔ مگر دو سبب سے زیادہ ابھر نہ سکے ایک اس سبب سے کہ اکثر مقامات پر **شیعہ سنی** باہم اسدرجہ مخلوط تھے کہ کوئی کام بغیر ایک دوسرے کی اعانت اور مدد کے ہو نہیں سکتا تھا۔ اور شیعہ چونکہ بعد وفات رسول اللہ ہمیشہ مظلوم رہے۔ اور گورنمنٹ انگلیشیہ کے زمانہ معدلت میں قانوناً پوری آزادی ملی گو بوجہ قلت تعداد پوری طور بہرہ یاب نہو سکے۔ لہذا گورنمنٹ کی وفاداری اور خیر خواہی کو اپنا جزو اعظم قرار دیا اسلئے اہلسنت زیادہ ابھر نہ سکے کیونکہ شیعوں سے انکے تعلقات ایسے گہرے تھے کہ بغیر اتفاق و اتحاد ایسے امور کا ظہور نا ممکن تھا۔

دوسرا سبب یہ تہا کہ ابتدا میں گورنمنٹ نے **وہابیوں کی** جو اصل بانی ہیں پوری طور سے نگرانی کی جس سے انکے حرکات و سکنات کی پوری طور سے خبر گیری کی جاتی۔ اس سبب سے یہ فتنہ زیادہ بلند نہو سکا۔

ادہر گورنمنٹ نے انکی نگرانی میں کمی کی اور عام طور سے مسلمانوں پر اعتماد کیا حالانکہ یہ وہ مسلمان نہیں ہیں جنپر اعتماد کیا جائے کیونکہ انکے یہاں جہاد کا سبق ہر بچے کو دیا جاتا ہے۔ اگرچہ انکے خلفا ہمیشہ جہاد سے بھاگا کئے۔ مگر یہ جہاد کے نام پر مرتے ہیں بخلاف شیعوں کے جنکے یہاں غیبت امام میں جہاد حرام مطلق ہے۔

ادہر انکے لیڈروں نے خصوصاً اخبار کے اڈیٹروں نے اسمیں کوشش شروع کی کہ جہانتک ہو سکے شیعوں سے تعلقات کم ہوتے جائیں۔ کیونکہ وہی بڑے حامی گورنمنٹ ہیں اور کسیطرح نہیں چاہتے کہ یہ فرقہ فساد کرے جس کا نتیجہ ہم اون مصائب میں مبتلا ہوں جو خلفائے ثلثہ اور معویہ و یزید کے زمانہ میں سہ چکے ہیں

انہیں دو باتوں نے اس سال ہندوستان کے ہر صوبہ ہر ضلع میں وہ فساد پیدا کیا کہ العظمۃ للہ

مقامات فسادات ہندوستان میں جتنے بڑے شہر ہیں اونمیں شاید ہی کوئی ایسا

شہر ہو جہاں امسال فساد نہ ہوا ہو۔ بمبئی۔ لکھنؤ۔ رنگون۔ ڈھاکہ۔ چھپرہ۔ کو اہتہ کے اجمالی تفصیلی حالات تو کچھ معلوم ہوئے مگر دیگر مقامات کی اطلاع کم تر ہے۔

بمبئی میں تو یہانتک نوبت آئی کہ بقول پیسہ اخبار مورخہ ۲۲ فروری امن و امان قایم کرنے کے لئے گورہ فوج طلب کرنی پڑی بیسیوں آدمیوں کو شدید چوٹیں آئیں اور چار آدمی صاحب پولیس کمشنر کے فیر سے ہلاک ہوئے گورہ سپاہ دن بہر شہر کے ان حصوں میں جہاں فساد ہوا تہا قابض رہی اور مختلف اسپتال ضرر رسیدگان سے بہر گئے الامان الامان اور دوسرے اخبار لکھتے ہیں صرف فوج ہی نہیں آئی بلکہ چار عدد توپ بہی منگائی گئی تب جاکر یہ فساد فرو ہوا۔

وجہ فساد کیا تھا۔ صرف اسقدر کہ اہلسنت کی مسجد کے سامنے جو راہ میں واقع ہے اور راہ و ہر سے تعزیہ علم جا رہا تہا۔ ماتم ہوا۔

اخبار اہل فقہ راوی ہے! بات کیا تھی صرف یہ کہ شیعوں کا تعزیہ جسکے ساتہ ماتم ہو رہا تہا اہلسنت کی مسجد کے پاس سے گذرا جہاں نماز ہو رہی تھی (کسوقت کی نماز یہ نہ لکہا کیونکہ ۹ بجے کا واقعہ ہے جسوقت کوئی نماز نہیں ہوتی) نماز میں خلل واقع ہونیکے باعث سے شیعوں کو روکا گیا کہ یہاں سے خاموشی کے ساتہ گذریں مگر انہوں نے نہ مانا اہلسنت جبر سے مانع ہوئے شیعوں نے اپنی ضد پر اصرار کیا اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین میں لڑائی ہو گئی۔

اس سے یہ تو یقینا معلوم ہوا کہ اس واقعہ میں شیعوں کا قصور صرف اسقدر رہا کہ وہ تعزیہ کے ساتہ ماتم کرتے جاتے تھے۔ نہ تبرا تھا نہ کوئی دوسرا امر جسکے مطلب یہ ہوئے کہ ماتم کرنا بھی تبرا ہے جو ایک طرح سے حق بہی ہے۔

مگر اخبار امپایر کلکتہ اسکی تردید کرتا ہے کہ اوسوقت کوئی واقعہ نہیں ہوا بلکہ پولیس کی عاقلانہ کارروائی سے اوسوقت کل فسادات دب گئے۔ شیعہ اپنی منزل مقصود تک پہونچے اور دفن تعزیہ کے بعد اعمال عاشورہ وغیرہ میں مشغول رہے مگر شیعوں کا سلامت نکل جانا یزید یونپر ایسا شاق گذرا کہ اوسیوقت سے مردانی فوج وہاں جمع ہونے لگی کہ بوقت معاودت اسکا معاوضہ لیں اور ان شیعوں کو ہلاک کر ڈالیں جو امام مظلوم کے غم و الم میں سر پیٹتے خاک اوڑاتے جاتے تھے اور سینوں کے ہاتہ سے بچ گئے۔ آخر انکو سر و پا برہنہ بلیلیوں کے مشتعل گیل کمشنر پولیس

کو چونکہ خبر ہو گئی تھی اونہوں نے فوری انتظام کر لیا شیعوں کو دوسری راہ سے مع الخیر والعافیہ اپنے اپنے مکانپر پہونچایا جس سے اون سنی یزیدیوں کا جوش انتقام اور تیز ہو گیا اتفاقاً چار شیعہ پیچھے رہ گئے تھے جو اوسی راہ سے آئے جسپر یزیدی سنی قابض تھے پھر کیا تھا خوب ہی لاٹھیوں سے اونکو مضروب کیا۔

سنیوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ پولیس کے حکم سے شیعوں نے دوسری راہ اختیار کی انہوں نے بڑھ کر اوسی راہ میں فساد کرنا چاہا مگر وہ شیعہ تو بسلامت نکل گئے۔ مگر سنیوں میں عام بغاوت پھیل گئی کہ جہاں کوئی شیعہ اونکو ملجاتا اوسکو اذیت پہونچاتے خاصکر بوہری شیعوں پر جنکی تعداد کم ہے اسقدر تعدی کی کہ اکثر بوہروں نے دوکانیں بند کر لیں مگر تختے توڑ توڑ کر سنی اندر گھسے اور سنگسار کیا پولیس نے دس مضروب کو ہسپتال پہونچایا۔ گجار اسٹریٹ میں ایک امام باڑہ پر حملہ کرنا چاہا مگر پولیس کی حفاظت سے وہ محفوظ رہا خود پولیس ان سنی بلوائیوں کے ہاتھوں اسدرجہ مجبور ہوئی کہ مسٹر سیوں سپرنڈنٹ کو فیر کرنا پڑا جس سے چار آدمی مارے گئے آخر گورہ فوج مع چار عدد توپ بلائی گئی جمشید جی کے شفاخانہ میں بیس مضروب داخل کیے گئے اور اسیطرح دوسرے ہسپتال زخمیوں سے معمور ہیں پچاس سنی بلوائی بندوق سے زخمی ہوئے جنمیں چھ تو اپنی اصلی جگہ پر پہونچے خدا بقیہ کو بھی وہیں پہونچائے۔ بوہرہ شیعوں پر عام بلوا تھا جنکی دوکانیں لٹیں ایک بوہری کا پانچہزار روپیہ نقد لوٹا گیا اور دس زخمی ہوئے دیکھو امپائر کلکتہ مورخہ ۱۴ فروری پوائنیر انگریزی اخبار الہ آباد لکھتا پولیس پر سنیوں نے خوب پتھر برسایا نظام اسٹریٹ میں بھی پولیس پر حملہ کیا گیا۔ اگر کمشنر پولیس گولی مارنے کا حکم نہ دیتے تو بمبئی میں حفظ امن کا قایم رہنا محالات سے تھا۔

کلکتہ کا روزانہ یورپین اخبار امپائر مورخہ ۱۵ فروری "سنیوں کی شیطانی شقاوت" کے عنوان سے لکھتا ہے کہ بمبئی گزٹ موت سے بچنے کی ایک مثال لکھتا ہے مسٹر جوارج بیڈ بیا (ایک یورپین مشنری) پر سنیوں نے سخت حملہ کیا اس پریشانی میں انکو صرف ایک تیلی کی دکان ملی جسمیں وہ پناہ گزین ہوئے اور تیل کے پیپوں کے درمیان جا کر گھسے ہوئے جب ایک سنی نے عمداً تیل کا ایک بوتل پیپہ پر اور کسی پر ڈالدیا اور

دیا سامانی روشن کرکے آگ لگادی۔ میشائیل دوڑ کر باہر گئے سنیوں نے لاٹھی سے
مارنا شروع کیا کہ پھر وہ انہیں پیپوں میں جا ملیں اور آگ میں جل جائیں۔ پولس کے سوار
اچانک ادھر آگئے جس سے انکی جان بچی اور بلوائی فراری ہوئے

اسلام میں زندہ جلانیکے پہلے موجد حضرت ابو بکر ہوئے جنہوں نے اپنے سپہ سالار خالد
بن ولید کو عام طور پر حکم تھا۔ اسیکی تقلید بروز عاشورا ہوئی۔ اور اب سنیان بمبئی
نے اس آگ کو پھر روشن کیا

یہ مختصر حالات بلوہ بمبئی کے ہیں جسمیں سنیوں نے اپنی **بغاوت** سے پولس کو اسدرجہ
عاجز کیا کہ بمجبوری اسکو فیر کرنا پڑا اور بوٹ ور فوج سے حفاظت کرنی پڑی۔ مگر ہندوستانی
سنی اخبار نویس جو اپنی قوم کے لیڈر بنتے ہیں انکی حق پژوہی دیکھئے کہ کسیطرح اسکے بھی
روادار نہیں ہیں کہ سنیونکی زیادتی ثابت ہونے پائے۔ پیسہ اخبار کا ایک نامہ نگار
لکھتا ہے جسقدر مسلمان مارے گئے وہ سب سنی تھے (بلوائی بھی تو یہی تھے) یہ جھگڑا اپنی نوعیت
میں عجیب قسم کا واقعہ ہے کہ لڑائی تو ہوئی ایک خاص شیعہ پارٹی سے اور اذیت پہونچی
بوہرونکو جو بالکل بے خبر۔ بیگناہ اور بیقصور تھے (کسیکو بھی تو بیقصور ماننے ہم اسیا غنیمت
سمجھتے ہیں) اخبار ٹائمس آف انڈیا نے اپنے مضمون میں تمام سنی مسلمانوں پر سخت حملہ کیا ہے
اور اسکے لیڈرونکو اس جھگڑے کا ذمہ وار بنایا ہے۔ اخبار جمشید۔ اخبار سانج وردتیان بھی
شیعونکے بڑے طرفدار ہیں۔ گجراتی نامی اخبار جو یہانکے ہندو آبادی کا خاص ارگن ہے
اور کانگریس کا بڑا حامی ہے اسنے پولس کے خلاف لکھا ہے کہ اگر شیعوں کو خلاف دستور
ماتم کرنیسے روکا جاتا اور سنی مسلمانوں کی طرح مسجد کی توہین کرنیوالے شیعہ بھی گرفتار ہوتے
دیکھ نہ تعزیونکے اٹھائے جانے میں روک ہوتی ہے نہ یہ افسوسناک واقعہ پیش آتا۔ منقول
از اثنا عشری مورخہ یکم مارچ

اس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ بقول اڈیٹر اہل حدیث "گو یہ حرکت چھوٹی طبقہ کے
لوگوں سے ہوئی ہو گی لیکن اخلاقی فقرہ بالا یہ ہے کا دارومدار بھی ترا بنزاد رکھیہ
بھائی پر رکھتا ہے" اسورخہ یکم فروری
کیسا سچ ظاہر ہوا کہ ذیقعدہ تو ہوا بمبئی میں انگریزی اخبار ٹائمس آف انڈیا پارسی
اخبار جمشید سانج وردتیان اپنے ذاتی علم اور عینی مشاہدہ پر جو سچ ہے لکھا ہے

کر رہا ہی۔ مگر یہ نامہ نگاران تلیوں اخبار کو جھوٹا طرفدار شیعہ بنا رہا ہی۔ مگر ہمارے فرقہ مظلوم
اہلسنتہ کا ایک بھی حامی نہیں جو یہ لکھتا کہ اسمیں سنیونکی زیادتی نہ تھی کیونکہ گجراتی نامی خیبار
جسکو اسنے اپنا موید بنایا ہے اُس نے بھی کوئی الزام شیعو نپر نہ دیا بلکہ پولس پر جن نے
سنیو نپر فیر بھی چلائی۔ اور ہلاک بھی کیا۔ زخمی بھی کیا اور مقدمہ بھی تحقیق ہی قایم ہی
نہ شیعو نپر۔ اگر یہ نامہ نگار اپنے ہی فقرہ پر کہ کانگریس کا بڑا حامی ہی کچھہ خیال کرتا تو معلوم ہو
گجراتی اخبار کی تحریر بمخالفت پولس کیا وزن رکھتی ہی۔ کیونکہ سب کو معلوم ہے کانگریسی
لوگ تو دراصل خود گورنمنٹ کے خلاف ہیں چہ جائیکہ پولس

اس گجراتی اخبار نے یہ بھی نہ لکھا کہ آخر شیعوں نے مسجد کی توہین ہی کیا کی کیونکہ
عام طور سے توہین مسجد یہی سنتے آتے ہیں کہ ہندوؤں نے سور کا ٹکڑا ڈالدیا۔ یا مسلمانوں
کی نسبت یہ سنا جاتا کہ انھوں نے گائے کا ٹکڑا شیوالہ میں ڈالدی۔ پھر یہاں توہین کیا تو کیا
اسکو بھی لکھا۔ ہاں اگر فریقین کی ڈھیلہ بازی سے مسجد کی ہانڈی ٹوٹ گئی اگر اسی کا نام
توہین کہا ہی تو ہو سکتا ہی۔ مگر افسوس حکام ضلع نے بھی اسکو توہین سمجھا جو شیعونکو گرفتار
کرتے حالانکہ شیعہ ہی **اصلی مسلمان** ہیں جو مسجد کی تعمیر کرنیوالے اور حفاظت کرنیوالے
ہیں رہتے اور لوگ تو مسجد کے سنجس کرنیمیں کوشاں رہتے ہیں خداوند عالم قران مجید میں
ارشاد فرماتا ہی انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر واقام الصلوٰة
واتی الزکوٰة ولم یخش الا اللہ فعسی ان یکونوا اولئک من المھتدین
جس سے معلوم ہوا مسجد کی آبادی صرف مومنین سے ہو سکتی ہی کافرین و منافقین سے کوئی
واسطہ نہیں۔ بلکہ خود رسول اللہ نے کھڑے ہو کر منافقونکی مسجد گروادی پھر سنیوں سے
مساجد کی آبادی کیونکر ممکن ہی

افسوس کہ ہم اصل مطلب سے کچھہ دور چلے آئے۔ مگر یہ تو سب کو معلوم ہوا کہ واقعہ بمبئی
میں سنی ہی زخمی ہوئے اور گرفتار بھی ہیں جو عنقریب اپنے اعمال کی سزا پائینگے (۸ آدمی
دورہ سپرد ہیں)

اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سنی اخبار نویس کیسے ایماندار ہوتے ہیں جو **شیعہ**
سنی کے معاملات میں سچے واقعات کے ظاہر ہونیکے بھی روادار نہیں ہوتے
بلکہ جو لوگ سچے واقعات لکھتے ہیں اگرچہ وہ ایک عیسائی ہو یا پارسی یا ہندو اپنی مقابلہ

میں سبکو لاغی اور طرفدار بتاتے ہیں

یہ واقعہ چونکہ بہت سخت ہوا اور تمام اردو۔ انگریزی۔ گجراتی اخباروں میں شایع ہو گیا اسلئے اسقدر بھی ظاہر ہوا۔ ورنہ اس سال اس کثرت سے ایسے واقعات ہوے کہ جنکی ان کی انتہا نہیں جنکے وجوہات کو ہم آیندہ ظاہر کرینگے تاکہ گورنمنٹ اسپر بخوبی غور کرے اور سمجھے کہ ان سنیوں کا خطرہ بنگالیوں سے بمدارج بڑھا ہوا ہے کیونکہ ہندو اسیقدر شورش کریں مگر ان کا اثر صرف ہندوستان میں ہے جہاں گورنمنٹ کے سامنے ہر حال میں ایک حقیر اور ناچیز شے ہیں۔

بخلاف اہلسنتہ کے جو اپنا خلیفہ اور روحانی پیشوا سلطان روم اور امیر کابل کو جانتے ہیں جن کی مدح وثنا کی گیت ہر اخبار میں عموماً اور پیسہ اخبار۔ وطن۔ وکیل البشیر تہذیب لکھنو۔ اہلحدیث امرتسر میں خصوصاً ہوتی ہے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ کس کو اپنی گورنمنٹ سمجھتے ہیں

اس سلسلہ واقعات میں رنگون کا واقعہ بھی نہایت مہتم بالشان ہے کیونکہ وہاں شیعہ آبادی گویا ایرانیوں میں منحصر ہے جو عموماً اعلی درجہ کے تاجر اور رئیس ہیں ان کے ساتھ اس قسم کی گستاخی اور بے ادبی ایک اعلی درجہ کے بغاوت کی خبر دیرہی ہے کہ حضرات اہلسنتہ مواد تیار کر رہے ہیں۔

اخبار حبل المتین راقم ہے کہ رنگون میں بھی شب عاشور ایسا فساد ہوا کہ "اعزہ ایرانیاں ہم مجروح شدہ اند" یعنی بہت سے ایرانی زخمی ہوئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ فساد بلا کسی تحریک قومی کے واقع ہوا تعزیہ پر پہلے ڈھیلے بازی ہوئی پھر لاٹھیاں چلیں دو آدمی گرفتار ہیں

چھپرہ کا واقعہ تو اور بھی تعجب خیز ہے سکرٹری صاحب انجمن تعلیمیہ لکھتے ہیں کہ سید کاظم حسین صاحب ہیڈ کلرک کلکٹری کے مکان کے اندر تابوت اور علم اٹھا۔ اہل سنت بھی وہاں موجود تھے تابوت دیکھتے ہی جوش سوار ہوا شب بھر سید صاحب کے مکان پر سنگ باری رہی اور وہ مکان بند کئے ہوے بیٹھے رہے صبح کو جب خود سنیوں نے پولس میں اسکی اطلاع بھی دی کہ خلیفہ دوم کا پتلا تابوت کے اندر رکھا جاتا ہے اور صبح کو

تیرا رکھنا قاعدہ ڈبو دیتی ہیں۔ ہم ہرگز تعزیہ نہ اٹھانے دینگے۔ اور کشت وخون ہوگا
شب: سید صاحب نے بھی پولس کو باضابطہ خبر دی۔ سپرنٹنڈنٹ پولس نے مولوی
عبد الغفور صاحب انسپکٹر پولس کو بھیجا۔ جو خود بھی سنی ہیں۔ مگر اس خوبی سے انھوں
نے انتظام کیا کہ خود مع سب انسپکٹر و ملٹری پولس و جمعدار و کانسٹبل صبح عاشورا ۷
بجے تشریف لائے اور تعزیہ کو بہت ہی انتظام سے دریا تک پہنچا دیا

ہم تمامی مومنین کیطرف انسپکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے نہایت
خوش انتظامی سے اس فساد کو رفع کیا۔ اب مختلف مشورے ہو رہے ہیں مگر فضل خدا سے
امید ہے کہ سپرنٹنڈنٹ بہادر اور انسپکٹر صاحب کی عاقلانہ تدابیر سے آیندہ یہ فتنہ فرو ہوگا
(یہ خلاصہ ہے رپورٹ سکریٹری انجمن امامیہ چھپرہ کا)

ڈھاکہ کے متعلق بھی معلوم ہوا کہ اصل فساد پولس کا تھا جس سے وہاں بھی
فساد ہوا مگر نہ ایسا عظیم الشان ہاں چند آدمی گرفتار ہیں۔

دہلی کا محرم بخیریت گذرا صبح عاشورا **انجمن ہدایت الاسلام** دہلی کیطرف
سے جلسہ وغیرہ منعقد ہوا جسمیں جناب مولوی عبد الحق صاحب مصنف تفسیر حقانی دہلوی
اور مولوی نظام الدین احمد صاحب جھجری اور مولوی محمد مقیم الدین صاحب نے شہادت
کے دردناک واقعہ کا ذکر کیا اور اسباب شہادت پر محققانہ بحث کر کے شہادت کا نتیجہ دکھایا
(عمر فاروق کا باپ بغور دیکھیے)

لاہور میں آنریبل جناب نواب فتح علی خاں بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ قزلباش رئیس اعظم
لاہور کے یہاں وہ اہتمام ہوتا ہے کہ سبحان اللہ ہزاروں مومنین کی ضیافت ہوتی ہے اور صدہا
ذاکرین آپکے جود وکرم سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اور خود نواب صاحب بنفس نفیس اہتمام
میں مصروف رہتے ہیں۔ اس سال بھی وہاں کا عشرہ معمولاً نہایت عمدہ ہوا۔ جناب کربلائی نواب
محمد علی خاں صاحب کی مجلسیں بھی بڑے رونق سے ہوئیں

سیالکوٹ میں بھی ایک اعلی درجہ کا ذاکر بذریعہ تار جناب نواب فتح علیخاں بہادر
سی آئی ای قزلباش نے بلوایا اور نہایت خوب مجلسیں ہوئیں

فساد لکھنؤ چونکہ تمامی مومنین کو لکھنؤ سے ایک خاص تعلق ہے خواہ اس جہت سے
کہ مرکز مومنین ہے یا اس لحاظ سے کہ تمامی مومنین وہیں کے علمائے اعلام کے مقلد ہیں

اور اپنی ہر دینی و دنیوی امور میں اسکو اپنا ملجا و ماوی جانتے ہیں لہذا اوہاں کا فساد
سب سے تعلق رکھتا ہے

یوں تو جب سے تخم لکھنؤ نے اپنا قدم جمایا ہے (جسکا چوتھا سال رمضان ۱۳۲۶ھ سے شروع
ہی نہ مومنین کو آرام ہے نہ گورنمنٹ مطمئن ہے۔ شب و روز فسادات ہوتے ہیں۔ تمامی شرفا
کا ناک میں دم ہے۔ اخبار کیا ہے بازاری گالیوں کا مخزن ہے نہ اسکے ہاتھوں خدا و رسول کو نجات
ہے نہ ائمہ اطہار کو جنکی عداوت اور عناد اسکے رگ و پے میں بھر دیگئی ہے۔ اور دشنام دہی
اور سب و شتم میں نہ احیرت سے بھی فوق لیگیا ہے

مگر دو سال سے وہ فسادات پیدا ہو رہے ہیں کہ پناہ بخدا سنہ گذشتہ کے واقعات کسکو بھولے
ہونگے کہ کیسے کیسے آفات پیدا ہوئے۔ مدتوں عدالت کا کمرہ فریقین سے بھرا رہا جسمیں آخر کامیابی
شیعوں کو ہوئی اور بہت سے سنی سزایاب ہوئے۔

اس سال اسکا خطرہ پہلے ہی سے تھا کیونکہ اخبار مذکور اسدرجہ اشتعال پیدا کر رہا تھا
کہ ممکن نہ تھا خونریزی نہ ہو۔ چنانچہ وہی ہوا کئی جانیں تلف ہوئیں اور پوری خونریزی کی
فوجداری کچہریاں آباد ہیں

چونکہ اسکا خیال پہلے سے تھا فریقین کے سمجھدار لوگوں نے جسمیں علمای فریقین بھی
داخل ہیں اسکا انسداد چاہا کہ اس سال کوئی فساد نہو۔ مگر چونکہ وہ اخبار چھوٹے طبقہ
کے لوگوں میں اپنا پورا اثر کر چکا تھا۔ اس کوشش کا کوئی نتیجہ نہ ہوا۔ اخبار امامیہ ناقل ہے
نوین محرم کو بدستخط جناب مولوی عبد المجید صاحب و مولوی عبد الباری صاحب و
مولوی اشرف علی صاحب سر برآوردگان علمای فرنگی محل سے ہیں۔ اور نیز جناب
صدر المحققین مولانا السید ناصر حسین صاحب و جناب مولانا السید محمد باقر صاحب و جناب مولانا
السید آقا حسن صاحب دامت برکاتہم اس مضمون کا اعلان شایع ہوا کہ حفظ امن کے لئے
اُن امور سے قطعاً اجتناب کرنا چاہئے جس سے اشتعال طبع ہو۔ اور بعض نظمیں جو بنام
ڈنکا چار یاری و جھنڈا چار یاری اور شہتہاری نوحہ اور سکہ چار یاری
اور سہیل نذر حسین تصنیف کئے گئے ہیں اور جنمیں بعض بعض اشعار باعث توہین ائمہ
ہیں مناسب نہیں کہ کوئی مسلم عام طور سے ایسے زمانہ میں پڑھے۔

اس قسم کے اعلان پر علاوہ دستخط علمائے فریقین حضرات اہل سنت کی طرف سے

مولوی حکیم الدین مولوی نظام الدین حسن بی۔ اے۔ بی ایل وکیل ہائی کورٹ شیخ مشیر حسین قدوائی بیرسٹریٹ لا مولوی اشرف علی ایم اے۔ حکیم محمد عبد الولی جھوائی ٹولہ شیخ شجاعت رئیس لکھنؤ

اور حضرات اہل تشیع کی طرف سے جناب السید محمد آغا صاحب وکیل۔ سید شہنشاہ حسین صاحب وکیل ہائیکورٹ مولوی سید مہدی حسن صاحب ضوی۔ سید عبد العلی صاحب وکیل شیخ عباس علی صاحب وکیل۔ خان بہادر حکیم نظر حسین خانصاحب انریری مجسٹریٹ و رئیس لکھنؤ کی دستخطیں بھی تھیں کہ فریقین میں امن قایم رہے

ان اعلانوں پر اعتماد کر کے شیعوں نے حسب دستور تعزیہ اور علم اٹھایا اور اپنے رسوم مذہبی کو باطمینان و امن امان انجام دیا مگر ۱۰ بجے چوک میں قریب مسجد تحسین علی خاں مرحوم وہی واقعہ پیش آیا جس کا خوف تھا اور جسکے انسداد کیلئے علمای فریقین اور عقلای طرفین نے کوشش کی تھی مگر تخم لکھنؤ کی تخم ریزی سب پر غالب رہی۔

واقعہ یہ ہوا کہ شیعوں کا علم چوک سے بڑھا تہا کہ سنیوں نے اپنے تعزیہ کے جلوس میں وہ اشعار پڑہنے شروع کئے جنمیں شیعوں پر نہایت دل آزار کھلا ہوا تبرا تہا اور عام طور سے انلوگوں پر لعنت کیجاتی تھی جو خلافت شیخین کے منکر ہیں۔ شیعوں نے بھی حالت اشتعال میں تبرا شروع کیا جسپر فریقین سے کچھ ہاتہا پائی بھی ہو گئی۔ شیعہ بھوکے پیاسے سر برہنہ نوحہ و ماتم کناں تھے۔ اہل سنت با زیب و زینت جشن عید یزیدی مناتے چلے آرہے تھے۔ جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ایسی حالت میں کون زیادہ مضروب ہو سکتا ہے،

یہ قصہ یہیں تک ہو کر رہجاتا مگر پولس جو عام طور سے رفع فساد کے لئے مقرر ہے چونکہ تمامتر سنی ہی تھے۔ انکی مداخلت بیجا نے اس قصہ کو اسقدر طول دیا کہ خود پولس اور شیعوں سے جنگ کی ٹھہر گئی پولس کی کمک بھی مسلح پولس سے بہت جلد آگئی جس سے تقریباً ایک سو شیعہ مضروب ہوئے جنمیں ۷۵ تو معمولی مضروب ہیں مگر تیس سخت مضروب ہیں لوگ گرفتار بھی کئے گئے کیونکہ پولس ہی کا یہ کام بھی ہے

پولس نے جو تمامتر سنی تھے شیعوں کو اسطرح گھیر لیا تھا جسطرح بروز عاشور لشکر یزید نے جناب امام حسینؑ کے قلیل التعداد فوج کا محاصرہ کیا تہا۔ کیونکہ مجمع شیعہ کو انہوں نے کئی حصہ پر منقسم کر دیا تھا۔ اور ہر طرف سے ڈنڈا بازی کر رہے تھے۔ کمک پر کمک چلی آتی

ہے کو بھوسے ڈھیلے مٹی۔ پانی کے بھرے ہوے گھڑے شیعوں پر برسائے جاتے ہیں اور کسی
طرح انکو موقع نہیں ملتا کہ کسیطرف جان بچا کر نکلیں۔ سب نہتے ہیں نہ سر پر ٹوپی
ہے نہ پیر میں جوتا ہے خالی ہاتھ۔ ماتم کر رہے ہیں۔ اسیر ظلم آخر وہ جواب دیں تو کیونکر
آخر انھیں کی لکڑیاں اور ڈنڈے چلینے جس سے کچھ جان بچائی

پولس نے سنیوں کو پورا موقع دیا کہ وہ اس مجمع سے فرار کر جائیں چنانچہ جب کہ ڈپٹی
پولس آئے تو صرف شیعہ تھے اور پولس کیونکہ سنی سب نکل چکے ہیں۔ اب شیعوں کی
گرفتاری جاری ہوئی جسمیں پولس کے ساتھ سنی شیعوں کے گھر میں گھستے پھرتے تھے۔
اور مشہور کر رہے ہیں کہ شیعوں ہی نے مار بھی کھائی گرفتار بھی ہوئے

یہاں ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ ان غریب شیعوں پر کیا گذری کیونکہ دن بھر کی بھوکی
پیاسے کیونکہ سب فاقہ سے تھے غم امام حسین میں نوحہ کناں اسیر ظلم وستم۔ فاقہ شکنی کیوقت
کوتوالی میں محبوس ہیں

مگر خداوند عالم جزائے خیر دے ہمارے لایق ہمدرد قوم بیرسٹر مسٹر یوسف حسینخاں صاحب
زاد اقبالہ کو جو اسیوقت کوتوالی پہونچے اور مجسٹریٹ سے بحث کر کے کل شیعوں کو اسیوقت
ضمانت پر رہا کرایا۔ اور جب تک کل شیعوں کو الگ الگ انکے مکانوں پر نہ پہونچایا وہاں سے
نہ ہٹے۔ دس بجے شب کو دولتسرا پر واپس آئے اور فاقہ شکنی کی۔ جزاہ اللہ عن اہلبیت
نبیہ احسن الجزا

مسٹر یوسف حسینخاں صاحب رئیس و بیرسٹر ایٹ لا آن رؤسا اور بیرسٹروں سے
ہیں جن پر جہانتک ہم فخر کریں کم ہے انکے مساعی جمیلہ آپ شیعہ کانفرنس میں دیکھ
اور سن چکے ہیں کہ دو سو روپیہ ماہوار کی جایداد شیعہ کانفرنس کے لئے آپنے وقف
کی ہے۔

اخبار اثنا عشری راوی ہے کہ ۲ فروری کو مقدمہ کا سٹی مجسٹریٹ کے یہاں
چالان ہوا۔ دو تین ہزار سنی تماشائی جمع تھے کہ دیکھیں کچہری میں شیعہ کس ذلت سے
لائے جاتے ہیں۔ جس سے مومنین کو دربار کوفہ یاد پڑ گیا کہ اسرائے اہل بیت کے
تماشا کو کسطرح سنی لوگ جمع تھے۔

پہلی تحقیقات میں تو ضارب و مضروب کی شناخت ہوئی جسمیں برقع پوش سنی

دو لیوں قفسوں اور بند کاریوں میں لاتے گئے شیعوں نے جب ان مرقع پوشش سنیوں کو دیکھا ہوگا تو آپ خود ہی سمجھ رہے ہیں کہ کیا کیا ہوگا واقعہ جنگ جمل سبکو یاد آگیا ہوگا۔

اب مقدمہ کی تحقیقات ہو رہی ہے جس سے امید ہے کہ مجسٹریٹ بہادر اس معاملہ میں عالی انصاف سے کام لینگے اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی الگ کر دکھائینگے ایک ہندو وکیل اور ہندو بیرسٹر شیعوں کی طرف سے پیروکار ہیں اور سنی بیرسٹر سنیوں کی طرف سے دیکھیں ہمارے وہ لایق وکیل اسوقت کیا کرتے ہیں۔ جنکو شیعہ مضروب اور سنی ضارب سے مساوی ہمدردی ہے

باقی آیندہ

اخبار اہلفقہ کی نکتہ چینی

حضرات اہل سنۃ تو وہابیوں پر یہ الزام مدت سے قایم کئے ہوئے ہیں کہ وہ منافق ہیں۔ اور کافر۔ مگر بلحاظ اتحاد مذہب اس لفظ سے بچاتے تھے کہ ان کو خارجی کہیں حالانکہ دراصل انکا موجد خوارج نہروان کی نسل سے ہے جیسا کہ اصلاح نمبر ۱ جلد ۱ میں اسکی پوری تحقیقات کی گئی ہے مگر اب انکی خارجیت اسدرجہ بڑھ گئی کہ خود حضرات اہل سنت کو اس کا اعلان کرنا پڑا چنانچہ اخبار اہل فقہ مورخہ ۱۸ صفر حسب ذیل شایع کرتا ہے

کیا وہابی خارجی ہیں؟ ۱۰ مارچ کے اخبار اہل حدیث میں ایک نامہ نگار نے شیعوں کے مقابلہ میں ایک مضمون لکھا ہے جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ تعالے عنہ کی شان مبارک میں ایسے سخت اور ناشایستہ الفاظ لکھے ہیں جن کو پڑھکر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اگرچہ پیرایہ ایسا رکھا ہے جس سے یہ نہ معلوم ہو سکے کہ یہ گالیاں ہیں نے اپنی طرف سے دی ہیں۔ لیکن کسی ایماندار کا یہ کام نہیں نہیں ہوسکتا کہ کسی پیرایہ میں حضرت علی کی شان مبارک میں ایسے ناشایستہ کلمات کا استعمال کرے اس مضمون کو پڑھ کر شبہ گزرتا ہے کہ شاید وہابیت میں خارجیت بھی شامل ہوگی درحقیقت یہ بالکل صحیح ہے کہ انسان تقلید کو چھوڑ کر کہیں کا نہیں رہتا چونکہ یہ مضمون ایک وہابی کی طرف سے ہے اس لئے شیعوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس مضمون کو اہل سنت و الجماعت کیطرف سے نہ سمجھیں اور جو کچھ

جواب دینا ہو لکھنے والوں کو مخاطب کر کے لکھیں

راقم محمد عبدالرحمن

اس سے بڑھکر اس فرقہ کی خارجیت کی کیا دلیل ہو سکتی ہو۔ مگر کیا یہ الزام صرف اہل حدیث پر ہو جس نے اس مضمون کو شایع کیا حالانکہ نجم لکھنؤ پہلے اسکو شایع کر چکا تھا جس سے دوبارہ اشاعت کی ضرورت نہ تھی۔

ہم جہانتک سمجھے ہیں یہ الزام صرف اہل حدیث۔ نجم لکھنؤ۔ عمر فاروق کے باپ پر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سب تو قدیم ٹھیکہ داران یزید سے ہیں بلکہ اخبار وکیل۔ وطن المشہر۔ پیسہ اخبار ایسے نامی اخباروں پر زیادہ ہو جو سب صلح کل پالیسی کے حامی ہیں اور کبھی اپنے ذلیل طبقہ والونکو نہیں سمجھاتے کہ اپنے منہ میں لگام دیں جس سے دین و ایمان ان کا تو نہ تباہ ہو

اگر ان کا کسیطرح بس نہیں تو کیا اس قسم کی تحریریں بھی شایع کر سکتے تھے جس سے کم سے کم انکی قوم کو معلوم ہوتا کہ اس قسم کی تحریریں مذہب اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں اسکو بنظر حقارت دیکھیں مگر حق یہ ہے کہ یک سینہ نیست تا گرد شہید ورنہ بسیار ند در عالم یزید۔

اربعین لکھنؤ شیعوں کی عزاداری کا زمانہ یکم محرم سے شروع ہوتا ہے اور عاشور کو اس لحاظ سے تمام کیا جاتا ہو کہ روز شہادت امام مظلوم علیہ السلام ہو۔ پھر سیوم کے بعد سے ۲۰ صفر تک ایام اربعین کہلاتا ہو جسمیں عزاداری میں بیحد اہتمام کیا جاتا ہو۔ کیونکہ زمانہ عشرہ محدود زمانہ ہوتا ہو جسمیں پورا اہتمام نہیں ہو سکتا اور اربعین کا زمانہ ایک ممتد زمانہ ہوتا ہو جسمیں خوب دل کھول کر امام غریب پر نوحہ وزاری کی جاتی ہو۔

ابتدا اسکی بظاہر حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے معلوم ہوتی ہو جو صحابی رسول مقبول تھے اور خبر شہادت سنکر مدینہ سے کربلا آئے اور امام مظلوم کی زیارت کی جس سے مناسب تھا کہ اہلسنت اسمیں زیادہ اہتمام کرتے۔ کیونکہ صحابی رسول کی سنت ہے

مگر افسوس لکھنؤ میں امسال حضرات اہلسنت نے اسقدر زیادتی کی کہ آخر شیعونکو

اپنی تعزیہ داری بند کردینی پڑی جناب شمس العلما مولانا السید محمد ابراہیم طاب ثراہ
کے فرزند رشید مولوی سید احمد صاحب نے بغرض حفظ امن اس قسم کا اعلان شایع
کیا کہ چونکہ اہل سنت کی طرف سے خوف فتنہ و فساد ہے لہذا اربعین کا تعزیہ علم کوئی
نہ اٹھائے تالکٹورہ کی کربلا بند ہے وہ اشتہار حسب ذیل ہے

ابتدائے محرم سے جو عنوان شیعوں کی دل آزاری و عزاداری کی توہین و تضحیک کا
اہل سنت نے اختیار کیا ہے اسکے مقابلہ میں شیعوں نے بلحاظ حفظ امن یہ طے
کرلیا تھا کہ عشرہ کو تعزیہ و علم اٹھانا ملتوی کردینگے۔ لیکن (۹) محرم کو اکابر فریقین
کے دستخطی اشتہار کی اشاعت اور بعض معززین اہل تشیع کے اطمینان دلانے
سے شیعوں نے عشرہ کو حسب معمول علم تعزیے اٹھائے لیکن اہل سنت نے دل آزار
نظموں کا سلسلہ اس روز بھی موقوف نہیں کیا اور جس کا نتیجہ جو کچھ ہوا وہ سب کے
پیش نظر ہے۔ ان حالات و واقعات نے بلحاظ حفظ امن شیعوں کو اس امر پر مجبور
کیا ہے کہ وہ چہلم کو بالکل ملتوی کردیں (یعنی اب تعزیہ و علم اٹھانا اور کربلا میں
مجتمع ہونا ان ایام چہلم میں ملتوی کریں) جب تک کہ فریقین کے قابل تسکین کوئی
قطعی تصفیہ ہوجائے جس سے فساد کا اندیشہ مٹ جائے۔ شیعوں کو یہ بخوبی ذہن نشین
ہے کہ یہ بنی امیہ و بنی عباس کی حکومت کا زمانہ نہیں ہے جسمیں ایک ہی فریق ہر
موقع پر کامیاب اور غالب رہا کرتا تھا یہ برٹش راج ہے جو عدل و انصاف
کو سب پر مقدم رکھتا ہے۔،،

یہاں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب زمانہ اربعین قریب آیا تو مومنین کے دلوں کی کیا
حالت ہوئی ہوگی اور کس بے چینی سے انھوں نے تعزیہ و علم اٹھانے کا قصد کیا ہوگا
کیونکہ خواص و عوام سب تعزیہ دار ہوتے ہیں۔ اور ابھی عشرہ کا مادہ انتقام سب کے
دلوں میں بھرا ہوا تھا جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کیا حالت ہوتی مگر یہ کام بھی علمائے
اعلام شیعہ کا تھا الحمد للہ جنھوں نے نہایت صبر و استقلال سے اپنی عوام کو اس
جوش سے روکا۔ بلکہ مطلقاً تعزیہ اور علم اٹھانے کو روک دیا

یہ سانحہ جیسا رقت خیز ہوگا محتاج بیان نہیں کہ تمام شیعوں کے یہاں عزاداری
باقی ہے نہ علم اٹھائے گئے نہ تعزیے دفن ہوئے جسکے مطالبے ہوئے کہ نہ اب کوئی

شیعہ شادی بیاہ کر سکتا ہے۔ نہ ختنہ نہ عقیقہ نہ کوئی ایسا کام جسمیں اظہار مسرت کیا جاتا ہے کیونکہ سب تو امام مظلوم کے سوگ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

اہلسنت میں اگر کچھ مادہ ہمدردی ہوتا تو وہ اپنے شیعہ بھائیوں سے صلح کرتے اور اپنے ظلم و تعدی کی معذرت کرتے مگر برعکس اسکے نہایت جوش سے اربعین کو بھی جشن یزیدی کی یادگار قایم کی۔ حالانکہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی طرف سے امتناعی نوٹس شایع ہو چکی تھی کہ کوئی امر ایسا نہ کیا جائے جو موجب دل آزاری ہو مگر اہل سنت نے یہ دیکھ کر کہ شیعہ خاموش اور خانہ نشین ہیں خوب ہی دل کھول کر چار یاری جھنڈا۔ چار یاری سکہ۔ چار یاری ڈنکا اور چار یاری چادر چڑھایا کیونکہ یزید کے بعد آج ہی تو انکو پوری فتح نصیب ہوئی۔

اب مظلوم شیعہ ڈپٹی کمشنر اور صاحب کمشنر بہادر کے یہاں دوڑ رہے ہیں حکام بھی دل خوش کن وعدے کر رہے ہیں مگر ہمارے خیالمیں کوئی مفید نتیجہ اس سے نکلتا نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ سنیوں کو اپنی کثرت اور جمعیت پر غرہ ہے جسطرح ہندو جاٹوں نے اپنی کثرت پر وہ کام کیا کہ گورنمنٹ کو سخت زحمت اٹھانی پڑی اسیطرح سنی جماعت کسی طرح اپنے اعمال سے باز آنیوالی نہیں

شیعوں نے حبس مظلومیت سے امسال اربعین کی تعزیہ داری موقوف کی۔ کیا عجب کہ اور اسمیں ترقی ہو اور سال آیندہ تک تمامی ہندوستان سے تعزیہ داری بند ہو جائے کیونکہ شیعہ فرقہ کی امن پسندی اور صلح و تہذیب روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے۔ انکے لیڈر وہ لوگ بن رہے ہیں جو اپنے پبلک پیشہ کے فروغ کیلئے اپنی قوم کا خون حلال و مباح سمجھ رہے ہیں

مومنین یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ گورنمنٹ نے ہمکو آزادی دی ہے لہذا ہم طرح آزاد ہیں مگر صرف ایک خیال ہے دلخوش کن۔ کیونکہ جب تک ہم آزادی کو حاصل نہ کرینگے آزادی کا کیا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ سچ پوچھئے تو زمانہ بنی امیہ و بنی عباس سے یہ زمانہ بدتر ہے کیونکہ وہ زمانہ شخصی حکومت کا تھا اگر ایک شیعہ کہیں کسی عہدہ پر فایز ہو جاتا تو وہ صدیوں کی کسر نکال لیتا اور مدت کی مظلومیت کا خمیازہ دیدیتا۔ اب چونکہ گورنمنٹ نے آزادی دیدی ہے لہذا ایسا مطمئن ہیں کہ نہ اسکے حاصل کرنیکی ضرورت ہے

نہ عمل کرنے کی۔ لکھنؤ میں صدہا نہیں ہزارہا رئیس۔ نواب۔ شاہزادے۔ وکیل۔ بیرسٹر ہیں جو شیعہ ہیں اور حکام رس مگر ان مظالم کا ذکر کرنا حکام کے سامنے گناہ جانتے ہیں بخلاف اہل سنت کے جو کیسا ہی ادنے درجہ کا آدمی ہو۔ مگر جب وہ حکام کے پاس جاتا ہے ایک نہ ایک نیش مار دیتا ہے۔ جس سے حکام کے کان بھرے رہتے ہیں اور نہیں معلوم ہوتا فرقہ مظلوم پر کیا گذرتی ہے۔ کیونکہ انکے لیڈر کبھی کچھ کہتے ہیں نہ سنتے

بہرحال ہم دیکھتے ہیں کہ اس موقع پر حکام کیا کام کرتے ہیں۔ مگر ہماری مظلومیت کہہ رہی ہے کہ اب بھی وہی ہوگا جو ہوتا آیا۔ امید ہے تو اسیقدر کہ قوم کو اپنے حقوق معلوم ہوتے ہیں اور وہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ دوسرے قومیں اپنے حقوق کیونکر حاصل کرتے ہیں کیونکہ کوئی کام سکوت اور خاموشی سے نہیں ہوتا۔

پٹنہ کا اربعین۔ ہمارا خاص نامہ نگار پٹنہ سے لکھتا ہے کہ سنیوں نے اربعین کے لئے بھی ایک دراب نامی ہندو سے جھنڈے کیلئے درخواست دلوائی جس نے عاشورہ کیلئے درخواست دی تھی کہ صدر سڑک سے اجازت ملے مگر چونکہ سٹی مجسٹریٹ بہادر کو پوری حالات معلوم تھے دراب کو بلا کر خوب ڈانٹا اور اسکی درخواست نامنظور کی۔ جہاں تک معلوم ہوا کل وہابیوں کا اسیر زور ہے کہ جھنڈا نکالا جائے حالانکہ یہ لوگ تعزیہ علم کو بدعت کہتے ہیں مگر جھنڈا نکالنے پر یہ اصرار ہے پھر معلوم نہیں **حضرت عایشہ کا محمل** کیوں نہیں نکالا جاتا کیونکہ جو نسبت چار یاری جھنڈے کو محرم سے ہے وہی اسطہ ڈولے کو ہے۔ پھر اچھا ہے دولہ اور جھنڈا ساتھ رہے

بہرحال پہلے صبحکو ۸ بجے جناب سید قاسم حسین صاحب کا تابوت مغل پورہ سے امام باڑہ نوتن کٹرہ میں جاکر مدفون ہوا۔ اور ۸ بجے جناب نواب سید بادشاہ نواب صاحب اقبالہ کا علم۔ تابوت۔ ذوالجناح شاہی شوکت سے اٹھایا گیا جسکے ساتھ کشمیریوں کا ماتم نہایت دردانگیز تھا۔ ۸ بجے جناب حاجی امیر علیخاں صاحب کا بڑا علم نہایت ہی شان سے اٹھایا گیا اور شب کو کشمیری کوٹھی سے شیو بابو رئیس ہندو کی سیر نہایت تزک و احتشام سے اٹھائی گئی صبح اربعین سے ۷ بجے شب تک تمام پٹنہ میں ماتم امام قایم رہا۔

(صفحہ ۳ ٹائیٹل دیکھو)

مگر وہابیوں کے یہاں اسکا ماتم تھا کہ **چار یاری جھنڈا** نہ اوٹھا۔ یہ بدعت اس سال موقوف ہی رہی

جھجہرہ کا اربعین بھی خالی از خطرہ نہ تھا حکام کی عاقبت اندیشی اور مدبرانہ تدبیر سے کل لوازم بخیر و خوبی طے ہوئے۔ اہلسنت نے کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا کہ یہاں بھی فساد برپا ہو کیونکہ یہاں بھی وہابیوں کا بہت زور ہے مگر شکر خدا کہ زیادہ فساد ہونے نہ پایا اور حکام نے نہایت دور اندیشی سے کل امور کو انجام دیا۔ مگر افسوس حضرات اہلسنت اسپر راضی نہیں اور اپنی ضد سے باز نہیں آتے ان حالات سے ہر شخص نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آثار اچھے نہیں نظر آتے جہاں سنیوں کی کثرت اور اونکا تعصب بلکہ خارجیت ترقی پر ہے وہاں شیعوں کی مظلومیت جو زیادہ تر بوجہ غفلت و کاہلی ہے۔ اپنے حد پر جاتی ہے۔ جس سے خدشہ ہوتا ہے کہ خدانخواستہ آیندہ اس سے بدتر حالت ہو۔

انجمن اسلام جونپور جو اس غرض سے قایم کی گئی ہے کہ بوخانہ شیخ محمد اسلام صاحب مرحوم میں عزاے امام مظلوم کو قایم کرے مومنین کی توجہ اپنی طرف منعطف کرتی ہے کہ قربۃً الی اللہ کچھ اسکی خدمت کی جائے۔ منشی شیخ **حشمت علی** صاحب منصرم دیوانی پٹنہ سکریٹری مجلس ہیں جملہ مراسلات و ترسیل زر بنام ممدوح ہونی چاہیئے تھوڑی سی اعانت سے یہ انجمن فروغ پا سکتی ہے

اعظم حوادث جناب مولوی خلیفہ سید **محمد کاظم** صاحب بہادر سشن جج پٹیالہ اعلی اللہ مقامہ۔ خاندان وزارت پٹیالہ کے اعاظم رکن سے تھے جنکے محاسن اخلاق اور محامد صفات کا کسیطرح احصا نہیں ہوسکتا۔ اربعین کو نہایت جوش اور خلوص سے مصائب جناب سید الشہداء روحی لہ الفدا بیان کیا جس سے مجلس میں عجب طرح کی رقت ہوئی اوسکے دو تین دن بعد ایک خفیف سا درد سینہ محسوس کرکے راہی جنت ہوئے۔ خداوند عالم جنابِ مرحوم کے مدارج عالی کرے۔ اگرچہ یہ خاندان والاشان ریاست پٹیالہ میں خاص نظر سے دیکھا جاتا اور خاندان وزارت کے نام سے مشہور رہا جسمیں بہت سے باکمال گذرے ہیں مگر بہ اعتبار علم و کمال کے جو پایہ عالی جناب مرحوم کو حاصل تھا کم کسی کو حاصل ہوسکتا ہے۔ علمی حیثیت سے ایک عالم مقدس متدین تھے وعظ و ذکر فضائل میں ید طولی رکھتے تھے۔ مالی حیثیت سے بھی بڑے مہمان نواز اور منکسر النفس اور فیاض تھے کہ اکثر مومنین کی حاجت روائی آپکے بدولت ہوتی۔

یہ ایسا جانگزا صدمہ ہوا کہ کسیطرح بیان نہیں ہوسکتا اسلامی دنیا میں اس صدمہ

ہوا ہے خداوند عالم جناب مرحوم کی مغفرت کرے اور مدارج عالیہ جنت پر فائز کرے بحق محمد و آلہ الامجاد ہمکو آپکے اخلاف الشرف جناب سید محمد ہاشم و محمد سالم زاد اعزازہم سے امید واثق ہے کہ آپلوگ اس مصیبت عظمی میں صبر جمیل سے کام لینگے اور نقش قدم پر اپنے والد مرحوم کے چلنے کی کوشش کرینگے مومنین سے بالخصوص التماس دعا اور نماز ہدیہ میت ہے کہ مرحوم کیلئے ہر جگہ پڑھینگے

جناب مرحوم کو دفتر اصلاح اور جناب والد علام فخر الحکما دام ظلہ سے جو خصوصیت تھی اوسکا اظہار جناب مرحوم کے اس خط سے ہوتا ہو جو جناب والد ماجد دام ظلہ کو ممدوح نے تحریر کیا تھا یہ جواب تعزیۃ نامہ ہو چونکہ اس خط میں جناب مشیر الدولہ انریبل خلیفہ میر محمد حسین خاں بہادر کے حالات وفات کو بھی لکھا ہے اور یہ آخری خط ہے مرحوم کا جو دفتر اصلاح میں موصول ہوا لہذا بنظر یادگار اندراج اسکا ضروری سمجھا گیا وہو ہذا

جناب مستطاب قبلہ مولانا صاحب دامت برکاتکم

تسلیم نیاز - عالی نامہ شرف ورود لاکر موجب تسکین خاطر حزین ہوا شکریہ عنایت ادا کرتا ہوں - یہ ایسی مصیبت پڑی ہی اور ایسا صدمہ ہوا ہے کہ بیان و تحریر سے باہر ہے مرحوم مغفور نے ۶۹ سال کی عمر میں پانچویں محرم الحرام کو انتقال فرمایا پندرہ روز علیل رہے جس روز انتقال فرمایا ہے صبح میں حاضر خدمت ہوا تھا باہر کوٹھی میں قیام پذیر تھے فرمایا مجلس میں جاؤ اور ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ آج طبیعت بالکل اچھی ہے دو بجے دن کے قریب میں درد محسوس ہوا ڈاکٹر کو چٹھی لکھوائی ابھی ناتمام تھی فرمایا کہ تکیہ لاؤ لیٹ گئے اور دو چار سانس آکر تمام ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون رات کو ہی غسل و کفن کیا گیا یہ واقعہ ۳ بجے دن کا تھا بروز شنبہ دس بجے دفن کئے گئے اور اسکے بعد مجلس ہوئی آٹھویں کو تقریب کریم تھی اسروز انکی صاحبزادی میر حامد حسین صاحب سلمہ اللہ کی بی بی نے جو میرے حقیقی بھائی سید محمد محسن صاحب کی بیٹی تھی اور مرض سل میں کئی سال سے مبتلا تھی انتقال کیا سوئم ملتوی ہوا اور مجلس عزا بھی نہو سکی یہ بیچاری لڑکی بھی نہایت نیک اور مومنہ تھی بیس برس کی عمر تھی اولاد کچھ نہیں ہے بہر حال شکر ہے میرا چھوٹا لڑکا محمد سالم سلمہ اللہ ... عقل سے گئے ہیں جنازہ پڑھ گیا ہے ۱۰ سنوری کو ڈاکٹر نے اپریشن کیا

سات عدد گلٹیاں چیر دیں بیہوش کر کے نکال دیں کہتا تھا کہ ہفتہ دو ہفتہ میں آرام ہو جائیگا لیکن زخم اچھے نہیں ہوئے اور روز بروز تشنج ہو کر تپ حرارت ہو جاتی ہے ضعف زیادہ ہو گیا ہے اسکی حالت دیکھکر رنج و ملال بڑھتا ہے مگر چارہ کیا ہے آپ کی خدمت مبارک میں عرض ہے کہ وقت خاص میں اسکی تندرستی و طول عمر کے لئے دعا فرما کر ممنون منت فرمائیں - ان دنوں میں بہت پریشان خاطر ہوں رب انی مستنی الضر و انت ارحم الراحمین و صلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین - محمد ہاشم و محمد سالم سلمہم اللہ کے جانب سے آداب نیازمندانہ قبول فرما جناب مرحوم بھائی صاحب کے صرف ایک بیٹا ہے جسکا نام سید حامد حسین بی اے پاس ہے اور اسسٹنٹ سٹلمنٹ افیسر ہے زیادہ بجز التماس دعا کیا عرض کروں مولوی علی حیدر و محمد حیدر صاحبان کی خدمت میں سلام و دعا - والسلام

۲۹ فروری سنہ ازپٹیالہ — خاکسار محمد کاظم

(نوٹ) ہم اپنے تمامی برادران ایمانی سے امید کرتے ہیں کہ اس خاندان کی صحت و بقائے دولت کے لئے خاص طور پر دعا کرینگے - (اڈیٹر)

جناب مولوی دوست محمد صاحب مرحوم رئیس اعظم حسین گنج ضلع سارن آپ خلف اکبر جناب منشی جواد حسین صاحب مرحوم تھے جنکے جود و سخا سے کون نہیں واقف - کمالات علمی میں پوری دستگاہ رکھتے اگرچہ زمانہ نے موافقت نہ کی مگر آپکے اعزاز و اجلال میں فرق نہ آیا - بیغم و مرنجان زندگی بسر کرتے - مرثیہ جناب سید الشہدا سے عشق تھا جناب مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ کے ارشد تلامذہ سے تھے افسوس آپکے وفات نے ایک ایسے بزرگ کے سایہ سے محروم کیا کہ مثل و نظیر اوسکا ملنا محالات سے ہے -

مرحوم کا قیام بغرض انتظام امور ریاست زیادہ تر چھپرہ میں رہتا جہاں آپ آنریری مجسٹریٹ بھی تھے مگر چند روز قبل وفات وطن تشریف لائے اور محض معمولی شکایت میں دو چار روز علیل رہ کر راہی خلد بریں ہوئے - (اڈیٹر)

قطعۂ تاریخ جناب مولوی دوست محمد صاحب مرحوم رئیس اعظم حسین گنج از منشآت بحر ذخار دو جہان مولوی سید حسن سلمہ اللہ

جناب خان ای اولوالعزم قبلہ طاب ثراہ — زبان ہیچمدان عاجز از مقال و بیان